

# کٹھن راہیں

سیدہ جوریہ شبیر



www.urduNovelsMania.com

**Novels  
Mania**

Urdu Novels Mania Team©

www.urduNovelsMania.com

## کٹھن راہیں

### از سیدہ جویریہ شبیر

قسط: 1

اسکو اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا آنکھیں بمشکل کھلنے کے قابل ہوئیں تو اجنبی نظروں سے کمرہ کو دیکھا جو جدید طرز کی زیب و آرائش کے ساتھ ہوا تھا سائیڈ پہ بنا دروازہ ایچ واش روم کا پتہ دیتا تھا نیلے بلکی مدہم روشنی پورے کمرہ میں پھیلی ہوئی تھی اسکے دیکھنے کے ارتقا کو بھاری بھر کم مردانہ آواز نے اپنی جانب مبذول کیا۔۔۔۔۔

مس سحرش اٹھ گئیں آپ ؟؟؟؟

: سحرش نے گردن گھما کر آواز کی جانب دیکھا

کون ہو تم ؟؟؟؟ تتم کو میرا نام کیسے پتا چلا؟ تم یہاں کیوں لائے ہو مجھے۔۔۔۔۔؟؟؟

سحرش نے خوف زدہ انداز میں پوچھا۔۔۔۔۔

”صبر رکھو سب پتا چل جائے گا۔۔۔۔۔“

: اس نے کمال اطمینان سے سحرش کو جواب دیا

شبیر بشیر ؟؟؟

”جی صاحب جی؛“

”کھانے کا بندوبست کرو۔۔۔۔۔“

جی ابھی لایا صاحب ؟؟

دیکھو تم جو بھی ہو میں تمہیں نہیں جانتی ”مجھے جانے دو میرے گھر والے انتظار کر رہے“

ہوں گے ؟؟؟

”بھول جاؤ ان سب کو اب تم یہاں سے کہیں نہیں جاسکتی۔۔۔“

: سحرش نے چکراتے سر کو تھامتے ہوئے کہا

”کیوں کیوں نہیں جاسکتی تم کون ہوتے ہو مجھے روکنے والے میں جاؤنگی۔۔۔“

سحرش مشتعل ہو کر دروازے کی جانب لپکی اس سے پہلے کہ وہ کمرہ سے باہر نکلتی جہانگیر

- نے اسکے بازو سے پکڑ کر جھٹکے سے اپنی جانب کیا

تمہیں ایک بات سمجھ نہیں آتی کیا کیا کہا ہے میں نے۔۔۔۔۔

گر جدار آواز سحرش سم گئی۔۔۔۔۔

”وہ وہ۔۔۔۔۔ م۔۔۔۔۔ مج۔۔۔۔۔ مجھے ج۔۔۔۔۔ ا۔۔۔۔۔ جا۔۔۔۔۔ نے رو۔۔۔۔۔“

- سحرش کے ہاتھ میں جہانگیر کی انگلیاں کھب گئیں تھیں تکلیف اور ڈر سے بولا ہی نہیں

جارہا تھا۔۔۔۔۔ اتنے میں دروازہ پر دستک ہوئی وہ ہنوز اسی پوزیشن میں کھڑا تھا۔۔۔۔۔

صاحب جی یہ ناشتہ؟؟؟

”ہممم رکھ دو۔۔۔ اور جاتے ہوئے دروازہ بند کرتے جانا۔۔۔۔“

سحرش نے سنا تو زور لگا کر اپنا بازو اسکے شکنجے سے چھڑایا اور ڈور کر اس سے دو فٹ دور ہوئی

”تم۔۔۔۔ تم تم۔۔۔۔ یہ۔۔۔۔۔ ٹھیک نہیں کر رہے ہو۔۔۔۔ میں نے کیا بگاڑا ہے“

سحرش کو لگا جیسے کہیں غلط ہو جائے گا۔۔۔۔۔ اسکی آنکھوں میں خوف ہلکورہ لے رہے تھے۔۔۔۔۔

”فلحال تو ابھی تم کھانہ کھاؤ اور اس چھوٹے سے ذہن پر زور مت ڈالو“

انگلی اس کے سر پر رکھی۔۔۔۔۔

”لے جاؤ اپنا کھانہ یہ حرام کا کھانہ اپنے پاس رکھو میں نہیں کھاؤں گی۔۔۔“

سحرش نے چلاتے ہوئے کہا۔

وہ جو باہر جا رہا تھا اپنے قدم وہیں روک لیے اور پلٹ کر اسکے پاس آیا

کیا کھا حرام کا کھانہ؟؟ تمہارے باپ کی طرح نہیں ہوں آئی سمجھ؟؟





”تو تم نفس کے غلام نکلے میں بھی تمہیں بتاؤں گی تم کیسے اپنی حوس پوری کرو گے“

-----

سوگوار حسن پر میک اپ اس پر عروسی قیمتی جوڑا جو دیکھنے میں ہی لاکھوں کا لگ رہا تھا اس پر نازک سا قیمتی زیور اس پر سچ کر اور جگمگ کر رہا تھا سامان سے ہی جمانگیر کی حیثیت کا اندازہ ہو رہا تھا لیکن اسے ان سب سے کوئی سروکار نہیں تھا جب دل ہی نہ ہو تو لاکھوں کا ہو یا کڑوروں کا ہو سب بے معنی لگتا ہے اسے اپنے گھر جانے کی لگی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

نکاح کے بعد جب سب کمرہ سے چلے گئے تو وہ جلدی سے واش روم کی جانب گئی وہ جمانگیر کے سارے ارادوں پر پانی پھیرنے کا طے کر چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جمانگیر جب کمرہ میں آیا تو سحرش اپنے پرانے حلیے میں نظر آئی البتہ چہرہ پر پانی کے قطرے ابھی بھی موجود تھے۔۔۔۔۔

جمانگیر کو اندازہ تھا کچھ ایسا ہی ہوگا۔۔۔۔۔

ہاں تو مسز جمانگیر کیسا لگ رہا ہے۔۔۔۔۔؟؟

سحرش نے اس کو جواب دینا ضروری نہیں سمجھا اور اسکی طرف سے رخ پھیر گئی۔۔۔۔۔





ملازمہ اسکی پچھیں سن کر ڈور کر گھر کے پیچھے حصے میں گئی جہاں سے چٹخوں کی آواز راہی تھی۔۔۔۔

سحرش روئے جارہی تھی درد ہی اتنا ہو رہا تھا اس سے کھڑا بھی نہیں ہو جا رہا تھا۔۔۔۔  
تھوڑی دیر میں جہانگیر بھی پہنچ گیا تھا اور اب سارے ملازم اس کے عتاب کا نشانہ بنے ہوئے تھے۔۔۔۔ اب اس کا رخ سحرش کی طرف تھا جو اپنا پاؤں پکڑے روئے جارہی تھی۔۔۔۔  
لب بھیج کر اس نے ملازمہ کو ڈاکٹر کو لانے کا کہا اور خود جھک کر سحرش کو اپنے بازوؤں میں اٹھایا اور کمرہ میں بیڈ پر لا کر بٹھایا۔۔۔۔۔

-: جاری ہے

اگلی قسط جلد ہی دے دی جائے گی۔۔۔۔ اپنی رائے کا اظہار کرنا نہ بھولئے  
گا 😊😊😊 کٹھن راہیں

از

سیدہ جویریہ شبیر

قسط: 2

لب بھینچ کر اس نے ملازمہ کو ڈاکٹر کو لانے کا کہا اور خود جھک کر سحرش کو اپنے بازوؤں میں اٹھایا اور کمرہ میں بیڈ پر لا کر بٹھایا۔۔۔۔۔

"کیا ضرورت تھی تمہیں چھلانگ لگانے کی اب رو بیٹھ کر۔۔۔۔۔"

سحرش کو اسکی باتوں سے اشتعال آگیا اور پھٹ پھڑی :

"تم ہو اس سب کے ذمہ دار۔۔۔ تمہاری وجہ سے میری یہ حالت ہوئی ہے..... اور مجھے اس طرح بھاگنے پر بھی تم نے ہی مجبور کیا ہے تم۔۔۔۔۔"

ابھی اس کی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ ملازم ڈاکٹر کو لے کر آگیا تھا۔۔۔ ڈاکٹر نے چیک اپ کے بعد دوائی دی اور ایک ہفتہ آرام کا کہہ کر چلے گئے۔۔۔ اونچائی سے گرنے کی وجہ سے پاؤں کی ہڈی متاثر ہوئی تھی۔۔۔۔۔

جہانگیر کمرہ میں ہی ٹہر گیا تھا رات کو اسکو کسی بھی چیز کی ضرورت پڑ سکتی تھی اور سحرش دوائی کے زیر اثر غنودگی میں چلی گئی تھی۔۔۔۔۔

دوسرے دن اسے بی جان نے گھر آنے کا کہا مگر وہ سحرش کو اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا دشمنی تو اسکے باپ سے تھی سحرش کو وہ کوئی نقصان نہیں پہچانا چاہتا تھا یہ جہانگیر کی اپنی سوچ تھی۔۔۔۔۔

"تم تیاری کر لو ہمیں یہاں سے نکلنا ہے"

وہ ابھی ابھی ملازمہ کی مدد سے فرش ہو کر بیٹھی تھی۔۔

سحرش نے اسے گھور کر دیکھا اس نے اسکی گھوری کو نظر انداز کیا اور اپنی بات جاری رکھی۔۔۔

"ہم سکندر پریس جائیں گے وہاں بی جان یعنی میری ماں رہتیں ہیں اب تم وہیں رہو گی"

۔۔۔۔

"کیا فرق پڑتا ہے مجھے ایک قید سے دوسرے قید میں لے جا رہے ہو مجھے تمہاری بی جان سے کوئی سروکار نہیں ہے۔۔۔"

نہایت بد لحاظی سے جواب دیا۔۔۔

اپنی بکواس بند کرو میں اس لہجہ کا عادی نہیں ہوں تم بھولومت کہ تم ابھی بھی میری دسترس میں ہو آئندہ جب مجھ سے بات کرو تو تمیز کے دائرے میں رہ کر کرنا ورنہ انجام کی ذمہ دار تم خود ہوگی۔۔۔۔۔"

آواز میں شیر کی سی ڈھاڑ تھی جو اسے سہما گئی

اس نے ملازمہ سے چادر منگوائی اور ملازمہ سے کہہ کر ڈرائیور کو گاڑی نکالنے کا کہا سحرش خاموشی سے اسکی کاروائی دیکھ رہی تھی سحرش کے قریب اگر اس کو چادر اڑائی اور اسے اپنے بازوؤں میں اٹھا کر گاڑی کے قریب آیا اور فرنٹ سیٹ پر بٹھایا وہ جو ٹکر ٹکر اسے دیکھے جارہی تھی اسکے اتنے قریب ہونے پر انکھیں زور سے میچھ لیں دل تیزی سے ڈھڑکنے لگا جیسے ابھی نکل کر باہر ا جائے گا۔۔۔۔۔

جہانگیر اسے اب وہاں چھوڑنے کا رسک نہیں لے سکتا تھا اس نے اسے سکندر پیلس لے جانے کا ارادہ کیا۔۔۔۔۔ یوں بھی وہ بار بار اتنی دور نہیں آسکتا تھا۔۔۔۔۔

سحرش اپنے حواس بہال کرنے میں لگی ہوئی تھی۔

میں خود ڈرائیور کروں گا جاؤ تم؟؟؟

"جی صاحب جی۔۔۔۔۔"

ڈرائیور کو کہہ کر کار میں بیٹھ گیا:

گاڑی روڈ پر لاتے ہی اس نے سحرش کی جانب دیکھا جو باہر کے نظارے دیکھنے میں مگن تھی۔۔۔۔

تمہارا پاؤں کیسا ہے درد تو نہیں ہو رہا؟؟؟  
"نہیں۔۔۔۔"

پہلے والا رعب اور دبہ ہی تھا کہ اس نے بغیر چوں چر جواب دیا۔۔۔۔  
"مجھے گھر لے جائیں میرے۔۔۔ امی ابو سے مل کر میں واپس آپ کے ساتھ چلی جاؤں گی۔۔۔؟؟؟ سحرش نے نہ جانے کس جذبہ کے تحت اس سے التجا کی تھی۔۔۔  
اس نے کرنٹ کھا کر سحرش کو دیکھا جس کے چہرے پر مہم سی امید تھی اس نے اس کے چہرہ پر سے نظریں ہٹالیں اور اپنے لبوں کو باہم بھیجنے لیا سحرش نے ناامیدی سے گردن سیٹ کی پشت سے لگالی بند آنکھوں سے انسو نکل رہے تھے۔۔۔۔۔  
جہانگیر کوئی تلخ جواب نہیں دینا چاہتا تھا اس لئے خاموشی اختیار کر لی تھی

آدھے گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد اس نے سکندر پیلس میں گاڑی روکی شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے پرندے تھک ہار کر اپنے اپنے آشیانوں میں جانے کی تیاری کر رہے تھے اس نے گاڑی پورچ میں کھڑی کی اور خود گاڑی سے نکل کر سحرش کی طرف آیا سحرش اسکا ارادہ سمجھ کر جلدی سے خود نکلنے کی کوشش میں پاؤں زمین پہ رکھا لیکن درد اسکے پورے جسم میں سرایت کر گیا ابھی اس سے کہہ کر وہ کسی ملازمہ کو بلواتی جہانگیر جو اس کہ چہرہ کو بگورتک رہا تھا اسے لڑکھڑاتا دیکھ اگے بڑھا اور اسے اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر اپنے روم میں لے آیا۔۔۔

ملازم سارے اپنے کواٹر میں گوشہ نشین تھے پیلس میں ہر طرف خاموشی کا راج تھا پیلس اندر سے محل نما بنا ہوا تھا۔۔۔ جہانگیر نے سحرش کو اپنے بیڈ پر لٹایا اور خود وہیں رکھے صوفہ پر اگر گرنے کے سے انداز میں بیٹھ گیا۔۔۔ جہانگیر کے کمرے میں ہر چیز مہنگی اور قیمتی لگ رہی تھی دبیز پردے، قالین ہر شے اپنی بیش قیمت کا عندیہ دے رہی تھی

کھانا کھاو گی؟؟؟

جہانگیر نے اس سے پوچھا جو نجانے کن سوچوں میں گم تھی۔۔۔۔

"سحرش نے چونک کر اسے دیکھا اور نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔ ٹھیک ہے پھر تم ایسا کرو فریش ہو جاؤ اور میں تمہیں واش روم تک چھوڑ دوں۔۔۔۔"

[illegible]

میں آج ہی دو ٹوک بات کروں گی۔۔ تبھی انھیں ہاتھ کی پشت سے رگڑی اور اٹل فیصلہ کر کے پرسکون ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جہانگیر کو کمرے سے گئے ہوئے کافی وقت ہو گیا تھا کھانے کا اس نے منع تو کر دیا تھا لیکن اب بھوک سے اس کا برا حال تھا اس نے اٹھنا چاہا لیکن پاؤں پر زور پڑتے ہی درد ہونے لگا

تھا بھوک بھی زوروں پر تھی درد کی شدت میں اضافہ ہو گیا تھا سحرش نے بے بسی سے رونا شروع کر دیا تھا۔۔۔

اپنے گھر میں تو اس کو کبھی اتنی دیر بھوکا نہیں رہنا پڑا۔۔۔

جہانگیر روم میں آیا تو سحرش کو بیڈ سے نیچے کارپیٹ پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھا روتا ہوا دیکھا تو شوپنگ بیگز سائیڈ پر رکھ کر بھاگ کر اس کے قریب آیا اور اسے آرام سے بیڈ پر بٹھایا۔۔۔

تمہیں منع کر کے گیا تھا نہ کہ ہلنا نہیں؟؟؟ جہانگیر کی آوازیں سختی تھی۔۔۔

اسے اپنے اوپر بھی غصہ آرہا تھا کہ اتنی دیر میں کیوں آیا۔۔۔

سحرش نے اب باقاعدہ زور و شور سے رونا شروع کر دیا تھا۔۔۔۔۔ جمانگیر کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو لب بھیجنے لئے۔۔۔ پھر اٹھ کر سائیڈ ٹیبل پر رکھے ہوئے جگ سے گلاس میں پانی بھرا اور سحرش کو دیا۔۔۔۔۔

اب بتاؤ کیوں رو رہی ہو؟؟؟

جہاں نگیر نے اب کہ لہجہ نارمل کر لیا تھا۔۔۔

"مجھے بھوک لگی ہے میں کچن میں جانا چاہتی تھی درد کی وجہ سے اگے نہ بڑھ سکی اور گر گئی

||

— — — —



سحرش کے چہرہ سے بے بسی عیاں تھی ہچکیوں سے اسکا جسم لرز رہا تھا جمانگیر کوندا امت نے اگھیر اور کچن میں آکر خود کھانا گرم کر کے اسے دیا اور خود بھی ساتھ کھانے لگا بھوک تو اسے بھی بہت لگی ہوئی تھی سحرش نے ہچکچاتے ہوئے کھانا کھایا تھا جبکہ جمانگیر نے اپنا پورا ادھیان کھانے پر لگایا ہوتا جیسے اس سے ضروری اور کوئی کام ہی نہ ہو اس کیلئے

-----

کھانے کے بعد جہانگیر نے اسے دوا دی اور خود دوسرے روم میں جا کر سو گیا

کافی سارے دن یوں ہی گزر گئے سحرش کا درد اب ختم ہو گیا تھا وہ آہستہ آہستہ چلنے لگی تھی جب سے امی تھی وہ کمرہ کی حد تک مقیم ہو کہ رہ گئی تھی ملازمہ اسکو تین ٹائم کا کھانا کمرے میں ہی دے جاتی تھی جمانگیر اس دن کے بعد سے کمرے میں نہیں آیا تھا۔۔۔۔۔

جلدی جلدی اس نے اپنے بال بنائے کپڑوں کی شکلوں کو ہاتھوں سے درست کیا، جب سے وہ سکندر پیلس لائی گئی تھی ایک ہی سوٹ میں ملبوس تھی جمانگیر تو اس دن کے بعد سے آیا۔ نہیں تھا کمرہ میں۔۔۔۔۔

اس لیے چار و نہ چار اسی سوٹ میں گزارا کرنا پڑا۔۔۔

وہ ایک دن کے بعد کسی سوٹ کو دوبارہ نہیں پہنتی تھی آج یہ کام بھی اسے کرنا پڑ گیا مجبوری بھی عجیب شے ہے وہ کام بھی کرنے پڑتے ہیں جن سے دور دور تک واسطہ نہ رہا ہو۔۔۔۔۔

سوٹ کا ہم رنگ ڈوپٹہ سر پر اچھی طرح جمع کر کمرہ سے باہر نکلی اور ٹی وی لاؤنج میں آئی۔۔۔ ملازمہ اسے دیکھ کر جلدی سے اس کے پاس آئی:

بی بی جی آپ کو کچھ چاہیے تو مجھے بتادیں آپ کیوں آگئیں؟؟؟؟  
 "نہیں کچھ نہیں چاہیے۔۔۔"

اس گھر میں کون کون رہتا ہے؟؟؟

"سحرش نے سوچا اسی سے پوچھ لے ہٹلر صاحب تو ناک پر مکھی نہ بیٹھنے دیں کجا کہ میری بات کا جواب۔۔۔"

۔ اس نے نفرت سے سوچتے ہوئے سر جھٹکا۔۔۔۔۔

جاری ہے :-

راہیں

از

سیدہ جویریہ شبیر

قسط: 3۔۔

اس گھر میں کون کون رہتا ہے ؟؟؟

"سحرش نے سوچا اسی سے پوچھ لے ہٹلر صاحب تو ناک پر مکھی نہ بیٹھنے دیں کجا کہ میری بات کا جواب۔۔"

۔ اس نے نفرت سے سوچتے ہوئے سر جھٹکا۔۔۔۔۔ "بی جان اور صاحب جی ہی رہتے ہیں اکلوتی بن کی شادی ہوگی تو وہ چلی گئیں۔۔۔۔۔"

ہممم سحرش نے ہنکارا بھرا۔۔۔

ٹھیک ہے تم مجھے بی جان کے پاس لے چلو ؟؟؟

"جی اچھا۔۔۔۔۔"

ملازمہ نے تابعداری سے کہا۔۔۔

لاونج عبور کر کے وہ ایک روم کی طرف بڑھی ملازمہ نے دروازہ نوک کر کے کھولا اور اندر چلی گئی سحرش بھی اسی کی تقلید میں چل رہی تھی

"بی جان یہ آپ سے ملنا چاہتیں ہیں....."

ملازمہ نے بی جان کو بتایا: بی جان نے سر کے اشارے سے اس کی بات کا جواب دیا تو ملازمہ کمرے سے نکل گئی جبکہ سحرش وہیں کھڑی رہی۔۔۔۔۔

بی جان چکن کے سفید کپڑوں میں ملبوس، ہاتھ میں تسبیح لئے بیڈ پر بیٹھی ہوئی پروقار لگ رہیں تھیں۔۔۔۔۔

تسبیح ختم کر کے انکھوں سے لگائی اور سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر اسے دیکھا:

آویٹھی یہاں آو وہاں کیوں کھڑی ہو؟؟؟؟

بی جان نے اپنے مخصوص دھیمے انداز میں اسے بلایا:

سحرش دھیمے قدموں سے چلتی ہوئی آئی اور بیڈ پر بیٹھ گئی اور سر جھکا کر سلام کیا:

"خوش رہو آباد رہو۔۔۔۔۔"

بی جان اس کے اس انداز پر نہال ہو گئیں۔

"مجھے بتایا تھا جہانگیر نے.... بچہ میں تو بس یہ ہی کہوں گی کہ صبر کرو۔۔۔۔۔"

سحرش کو انکی بات سن کر کرنٹ لگا۔۔۔۔۔

"کیا اس شخص نے بتا دیا کیا چلو اچھا ہے مجھے نہیں بتانا پڑا اب یہ مجھے میرے گھر جانے دیں گی۔۔۔۔۔"

ابھی وہ واپس جانے کے لئے ان سے کہتی ہی کہ بی جان کی اگلی بات پر اسے لگا جیسے یہ محل اس پر اگر اہو۔۔۔۔۔

بہت ظالم ماں باپ ہیں تمہارے کیا کوئی اپنی اولاد کے ساتھ بھی ایسا کر سکتا ہے ؟؟؟؟  
جی ؟؟؟؟؟ سحرش نے نا سمجھی سے انہیں دیکھا :  
ہاں بچہ۔۔۔۔۔

"اب یہ تمہارا ہی گھر ہے اور مجھے خوشی ہے کہ میرے ہونہار بچے نے تمہاری عزت بچانے کیلئے تم سے نکاح کیا۔۔۔۔۔"

"مجھے فخر ہے کہ اس نے تمہیں اپنی عزت بنایا ہے۔۔۔۔۔"

ابھی سحرش انکی بات کی تردید کرتی کہ ملازمہ آگئی :

"آئیے بی جان میں اپکو وضو کروادوں نماز کا ٹائم ہو گیا۔۔۔"

سحرش غائب دماغی سے کمرے سے باہر نکلی چلتے چلتے وہ ٹیرس کی جانب نکل آئی۔۔۔

"یہ کیا کہہ رہیں تھیں بی جان کیا بتایا اس شخص نے میرے بارے میں، اپنے کرتوتوں کا پردہ رکھنے کے لئے میرے والدین کو برا کر دیا"

سحرش کا دماغ سوچ سوچ کر ماؤں ہونے لگا تھا اس کا دل چاہ رہا تھا کہ ابھی جہانگیر اس کے سامنے ہو اور وہ اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد گاڑی کے ہارن کی آواز پر واپس مین نے گیٹ کھولا تو سفید رنگ کی کرولا اندر آئی اور پورچ میں اکر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔

جہانگیر گاڑی سے نکل کر لاونج میں آیا تو سحرش کو اپنے سامنے پایا، وہ غضب ناک تیوروں سے اسے گھور رہی تھی۔۔۔۔۔

"کیا بجواس کی ہے تم نے بی۔۔۔۔۔"

جہانگیر نے اگے بڑھ کر اسکے منہ پر ہاتھ رکھا اور اسے کھینچتے ہوئے اپنے روم میں لایا جہاں وہ قیام پزیر تھا :

کمرہ میں آتے ہی اس نے اپنا آپ چھڑایا اور دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھ کر زور سے پیچھے دھکیلا :

"ہاتھ مت لگانا آئندہ مجھے۔۔" سمجھ آئی تمہیں؟؟؟

"اس نے انگلی اٹھا کر وارن کیا۔۔۔۔"

جہانگیر کو سمجھ نہیں آ رہا تھا آخر اسے ہوا کیا ہے۔۔۔۔۔

کیا ہوا کیوں چنچ رہی ہو اس طرح تمیز نہیں ہے تمہیں ؟؟؟؟

"نہیں ہے تمیز۔۔۔۔۔ جیسے تم خود ہو اسی طرح تم سے بات کر ہی ہوں گھٹیا انسان۔۔۔۔۔"

اپنی لینگویج درست کرو تمہیں بتایا ہے نہ میں اس لہجہ کا عادی نہیں ہوں؟؟  
جہانگیر کو بھی غصہ آگیا تھا جبھی کڑے تیوروں سے اسے گھورا۔۔۔۔۔  
"میں بھی تمہاری بے دام غلام نہیں ہوں۔۔ کہ جو تم کہو وہی میں کروں۔۔۔۔۔"

خود اپنا گناہ چھانے کیلئے میرے والدین پر الزام لگا دیا۔۔۔۔۔  
ترکی بہ ترکی کہا گیا:

اسکی بات سن کر وہ طیش میں آگیا: اسکا ہاتھ پکڑ کر جھٹکے سے اسے قریب کیا۔۔۔  
کیا گناہ کیا ہے بولو؟؟؟  
جہانگیر نے ڈھارتے ہوئے اس سے پوچھا:

ایک پل کو تو وہ بھی کانپ گئی تھی لیکن جلد ہی اپنے آپ کو سنبھال کر بولی:  
"مجھے اغوا کر کے یہاں لائے اور اوپر سے کہہ رہے ہو کیا گناہ کیا ہے تم جیسا گھٹیا انسان میں  
نے پوری زندگی میں نہیں دیکھا۔۔۔۔۔"

ابھی تم نے میرا گھٹیا پن دیکھا ہی کب ہے بولو تو ابھی دکھا دوں؟؟؟

جہانگیر نے سر دلجے میں اسے دیکھتے ہوئے کہا :

سحرش کا سر چکرا گیا اس کی ہٹ دھرمی اور بے باکی دیکھ کر۔

"اپنی لمٹ میں رہو۔ تم تو میری سوچ سے بھی زیادہ گرے ہوئے نکلے ہو۔۔۔"

جہانگیر پتا نہیں کیوں اس کی بتمیزی برداشت کر رہا تھا کسی کی جررت نہی ہوتی تھی اس سے اونچی آواز میں بات کرنے کی لیکن اس بار وہ خاموش تھا۔۔۔۔۔ اس کا جواب بھی خود

جہانگیر کے پاس نہیں تھا۔۔۔۔۔

جہانگیر کی خاموشی نے سحرش کی ہمت بڑھائی۔۔۔۔۔

اپنی بی جان کو بتاؤ کہ تم کتنے ہونہار اور عزتوں کے رکھ والے ہو؟؟؟؟ "ورنہ میں خود تمہاری اصلیت بتاؤں گی۔"

سحرش تو آج جان لینے یا دینے پر تلی ہوئی تھی اتنے دنوں سے جولاوا اس کے سینے میں پک رہا تھا آج پھٹ پڑا۔۔۔۔۔

اچھا کیا ہے میری اصلیت ذرا مجھے بھی تو پتا چلے؟؟؟

جہانگیر نے استہزائیہ انداز میں پوچھا :



"اپنے گریبان میں جھانکو گے تو پتا چلے گا نہ جتنے معصوم نظر آتے ہوں نہ اتنے ہی اند سے مکار ہو تم نے اپنی حوس پوری کرنے کیلئے مجھ سے نکاح کیا ہے اتنے گ....."

جہانگیر کی برداشت ختم ہو گئی تھی اس نے زوردار تھپڑ اسکے گال پر مارا۔ وہ توازن برقرار نہ رکھ سکی اور ڈریسنگ ٹیبل سے ٹکرا کر نیچے گری۔۔۔۔۔

گرنے کی وجہ سے بال کھل کر منہ کو چھپا گئے تھے۔۔۔۔۔

"اگر مجھے حوس ہی پوری کرنی ہوتی تو تم سے نکاح کا کھڑا نہ پالتا۔۔۔۔۔ بولو کب تمہارے قریب آیا ہوں۔۔۔۔۔ تم اپنے باپ کا بویا ہوا کاٹ رہی ہو۔۔۔۔۔ اب ساری زندگی اپنے باپ کے گناہ کا کفارہ ادا کرو گی۔"

وہ یہ کہہ کے دروازے کو ٹھوکرا تا ہوا منکلتا چلا گیا۔۔۔۔۔

سحرش کا ہونٹ پھٹ گیا تھا کوئی پوری چھل گئی تھی سر زمین سے لگنے کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

جس کو کبھی پھولوں کی چھڑی سے بھی نہ مارا ہو وہ اسکی پڑنے والی ضرب برداشت نہ کر سکی۔۔۔۔۔

(جاری ہے)

کھن

راہیں

از

سیدہ جویریہ شہید

قسط نمبر 4

واچ مین نے گیٹ کھولا تو پجارو برق رفتاری سے پورچ میں داخل ہوئی۔۔ یا سر خان زادہ پجارو سے نکلے اور خان زادہ ہاوس میں داخل ہوئے۔۔ انھیں دیکھتے ہی ایک ملازم نے اگے برہ کران کا بریف کیس اور کوٹ تھا ما جبکہ دوسرے ملازم نے پانی کا گلاس اگے کیا۔۔ مخملی کار پیٹ پر وہ جوتوں سمیت لاونج میں داخل ہوئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پیاری سی من موہنی صورت، میدہ جیسی صاف رنگت، چمکتی ہوئی آنکھیں، کٹے ہوئے بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے جنہیں وہ بار بار ہٹا رہی تھی محرومی انگلیاں تیزی سے

لیپ ٹاپ پر حرکت کر رہیں تھیں نازک سراپہ بلاشبہ پری کی مانند لگتی تھی ہاتھ لگانے سے میلی ہو جائے۔۔۔۔۔

سحرش صوفہ پہ بیٹھی ہوئی انہماک سے گیم میں مصروف تھی۔۔۔۔۔

Seharmychildhowareyou????

Ohhhhh...Dadwhatapleasantsurprise????

سحرش نے یاسر خان زادہ کی آواز پر گردن موڑ کر دیکھا اور چمکتی ہوئی ان کے گلے لگی۔۔۔۔۔

ڈیڈ اپکو میں نے کتنا مس کیا اتنے لمبے ٹور پر گئے ہوئے تھے آپ؟؟؟

سحرش نے لاڈ سے شکوہ کیا۔۔۔۔۔

"اوہ۔۔۔۔۔ میرا بیٹا کل کا پورا دن آپکا۔۔۔۔۔ کل ہم شوپنگ پر جائیں گے گھومیں گے اور ڈنر بھی"

"اوہ۔۔۔۔۔ ڈیڈ آپ بہت اچھے ہیں۔۔۔۔۔"

ہمم چلو میں ذرا فریش ہو جاؤں۔؟؟

یاسر سحرش کا گال تھپتھپا کر کمرے میں چلے گئے اور وہ دوبارہ لیپ ٹاپ پر مصروف ہو گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

خان زادہ ہاوس کی بنیاد برسوں پہلے عبدالرحمن صاحب نے پنجاب کے ایک گاؤں میں رکھی تھی شادی کر کے وہ وہاں آباد ہو گئے تھے گاؤں کو آباد کرنے کیلئے وہاں اسکول، ہسپتال بنائے۔۔۔ یوں گاؤں کا پوش علاقہ آباد ہوا وہاں کاسر دار بھی لوگوں نے ان کی کارکردگی نیکی اور نرم مزاجی کو دیکھ کر منتخب کیا تھا۔۔۔۔۔ منتوں مرادوں سے یا سر دنیا میں آئے تھے چونکہ اکلوتے تھے اس لیے عبدالرحمن کے بعد انھیں ہی گدانشین ہونا تھا اس لئے ان کی تربیت نوابوں جیسی ہوئی تھی عیش و عشرت میں پلنے والے یا سر ضدی اور مغرور ہو گئے تھے۔۔۔ بچپن میں ہی عبدالرحمن صاحب نے اپنی بھانجی (عالیہ) سے یا سر کی نسبت طے کر دی تھی۔۔۔۔۔

عبدالرحمن کی وفات کے بعد یاسر خان زادہ پنچائیت کے مشترکہ فیصلہ سے گدی نشین بنے۔۔۔

یوں گاؤں کہ چھوٹے بڑے فیصلے یا سر کی معیشت میں طے پانے لگے۔۔۔۔۔  
منشی عالم یہ لڑکی کون ہے ؟؟؟

"خان صاحب یہ اپنے ملک نواز کی پوتی ہے رب نواز اس کا بھائی ہے"

"ہمم۔۔۔۔۔"

منشی عالم یاسر کا مشیر تھا ہر وقت اس کے سائے کی طرح ساتھ رہتا تھا۔۔

"منشی عالم تم ایسا کرو حویلی کا چکر لگا آؤ میں یہیں ہوں۔۔"

"جی خان صاحب جو حکم۔۔۔۔"

یاسر خان زادہ کی لڑکی کو دیکھ کر نیت خراب ہو گئی تھی تھا بھی وہ آوارہ طبیعت کا مالک

۔۔۔۔

وہ میانی چال چلتا ہوا اسکے قریب آیا!

اے لڑکی تمہارا نام کیا ہے؟؟؟

تم کون ہو ہم تم کو اپنا نام کیوں بتائیں؟؟

"میں کون ہوں یہ چھوڑو بس اتنا جان لو کہ تم ہمارے من کو بھاگی ہو۔۔"

یاسر نے مکروہ ہنسی ہنستے ہوئے کہا:

نگین نے گھبرا کر اپنی چندری سے چھپے ہوئے منہ کو اوپر چھپایا اب صرف اسکی بھوری  
انکھیں ہی دکھ رہی تھیں۔

"عورت کو اللہ نے یہ خوبی دی ہے کہ وہ مرد کی نیت کو پہچان لیتی ہے۔ جبکہ یاسر کے سامنے عقل و شعور رکھنے والی پڑھی لکھی اور بالغ لڑکی کھڑی تھی تو وہ اسکی نیت کے کھوٹ کو کیسے نہ پہچانتی۔۔۔۔"

"ہم اجنبی سے بات کرنا پسند نہیں کرتے۔"

وہ یہ کہہ کر اگے بڑھی ہی تھی کہ یاسر نے اسکی کلائی پکڑ لی۔۔۔ وہ جواگے قدم بڑھا چکی تھی یاسر کے ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب کھینچنے سے لڑکھڑا کر اسکے سینے سے لگی چند رمی سر سے پھسل گئی تھی۔۔۔

یاسر کی تو آنکھیں اسے دیکھ کر پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔۔ چاند سا مکھڑا گلابی ہونٹ بلاشبہ وہ نہایت حسین تھی۔۔۔۔

یاسر کی محویت کو نگین کے پڑنے والے ٹھپڑ نے توڑا تھا۔۔۔۔

"ہم تم جیسے آوارہ مزاج لڑکوں کے منہ لکنا پسند نہیں کرتے۔۔۔ آئندہ کسی لڑکی کا ہاتھ پکڑو تو یہ ٹھپڑ ضرور یاد کر لینا۔"

نگین کی اس حرکت نے یاسر کو مشتعل کر دیا تھا وہ تو شکر تھا دوپہر کا ٹائم تھا سب کسان آرام کی غرض سے اپنی اپنی جھونپڑیوں میں تھے۔۔۔ اسکا ارادہ اس لڑکی کو گھسیٹ کر

ڈیرہ پر لے جانے کا تھا کہ نسوانی آواز پر نگین پلٹ کر اس کی جانب بڑھ گئی۔۔۔ وہ شاید نگین کی ملازمہ تھی۔۔۔۔

وہ ٹھپڑ کی تپش ابھی بھی اپنے گال پر محسوس کر رہا تھا نفرت کی ایک لہر اس کے رگوں میں  
سرائیت کر گئی۔۔۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا ڈیرے کی طرف نکل آیا۔۔۔ جہاں اسکی  
عیاشی کا سامان موجود تھا۔۔۔ اس نے شراب کی بوتل منہ سے لگائی اور آدھی سے زیادہ  
زہر مائل مسروب کو حلق میں اتارا۔۔۔۔۔

"منشی منشی منشی"

اس کی آواز سن کر ایک ملازم بھاگتا ہوا آیا جو اس کے ڈیرے پر ہر وقت رہتا تھا۔۔۔  
تو منشی ہے جو آبا ہے ؟؟؟

یا سرنے سرخ ہوتی آنکھوں سے گھورتے ہوئے کہا:

صاحب جی۔۔۔ وہ تو حویلی۔۔۔ یہی گیا۔۔۔ ہے؟

"توبلا واس کوورنہ میں تم سب کو زمین میں گاڑ دوں گا"

"جی صاحب جی ابھی بلاتا ہوں"

ملازم گھبرا کر جلدی جلدی بولتا ہوا وہاں سے نکلتا تھا۔۔۔۔۔

اتنی دیر میں اس نے پوری بوتل چڑھالی تھی۔۔۔

پندرہ منٹ میں منشی عالم ڈیرہ پر موجود تھا۔۔

کہاں مر گیا تھا تو؟؟

یاسر نے ڈھاڑ کر شراب کی خالی بوتل دیوار پر ماری :

"صاحب جی اپنے ہی تو بھیجا تھا"

"زبان چلاتا ہے بے غیرت ادھے گھنٹے میں وہ لڑکی یہاں ہونی چاہیے ورنہ تجھ سمیت

تیرے بیوی بچوں کو بھی اوپر بھیج دوں گا"

ککھون سسی للڑکی صاحب؟؟؟؟

"وہی بھوری آنکھوں والی لڑکی جو آج پگڈنڈی پر دیکھی تھی"

نگین صاحب جی؟؟

"ہاں ہاں نگین۔"

پرررر صاحب جی وہ ایسی ویسی نہیں ہے اسکے باپ کو آپ جانتے تو ہیں؟؟؟

"تجھ سے جتنا کہا ہے وہ کر دفع ہو جا یہاں سے۔"

منشی سر جھکائے ڈیرہ سے منکل کر سیدھا اپنے گھر آیا اور زور زور سے لکڑی کے دروازے کو پیٹا۔۔

ارے کون ہے صبر کر آرہی ہوں۔؟؟؟



جاری ہے :-

کھٹن راہیں

از

سیدہ جوریہ شبیر

قسط نمبر 5؛

کیا مصیبت پڑی ہے تجھے کیا دروازہ توڑے گا؟؟؟

سعید نے منشی کو دیکھتے ہوئے پوچھا :

"تو ایسا کر جلدی سے ملک نواز کی حویلی جا۔۔۔"

پر میں تو ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی سارے کام نبٹا کر آئی ہوں وہاں سے؟؟؟؟

"تو زیادہ بڑبڑ نہ کر جو کہہ رہا ہوں وہ کر۔۔۔" منشی نے غصہ سے کہا :

www.urduNovelsMania.com

پر میں وہاں جا کر کیا کروں۔۔۔؟؟؟

سعید نے الجھ کر منشی کو دیکھا :

"تو وہاں جا اور چپ چاپ نگین بی بی کو یہاں لیا۔۔۔"

کیا پگلا گیا ہے تو؟؟؟ وہ بھلا میرے ساتھ کیوں آئیں گی۔۔۔۔ پی رکھی ہے کیا تو نے؟؟؟

"ایک جھانپڑ لگاؤں گا جو کہہ رہا ہوں وہ کرورنہ تیرے ماں باوا کے گھر چھوڑ آؤں گا۔۔۔"

منشی نے گھر کتے ہوئے دھمکی دی۔۔۔

سعید اس کے انداز پر گھبرا گئی اور جلدی سے چادر لے کر ملک حویلی روانہ ہو گئی۔۔۔۔۔ ملک حویلی میں سعید نے نیا نیا کام کاچ شروع کیا تھا اسے وہاں پانچ، چھ مہینہ ہوئے تھے نگین کے کام زیادہ تر وہ ہی کرتی تھی اپنے کام کا ج کی وجہ سے حویلی کے لوگوں کے نزدیک ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

چوکیدار نے سعید کو دیکھ کر دروازہ کھولا وہ جلدی جلدی حویلی میں داخل ہوئی اور نگین کے کمرہ کا دروازہ بجایا۔۔۔

گاؤں میں عموماً لوگ مغرب کے بعد سونے کے عادی تھے حویلی کے لوگ بھی اپنے اپنے کمروں میں بند ہو چکے تھے۔۔۔

کافی دیر دستک کے بعد نگین نے آنکھیں ملتے ہوئے دروازہ کھولا۔۔۔

بی بی جی کیا میں اندر جاؤں؟؟؟

ہاں ہاں آؤ پر تم تو چلی گئیں تھیں دوبارہ کیوں آگئیں؟؟؟

وہ بی بی جی آپ کی ایک سہیلی شہر سے ہماری جھونپڑی میں آئی ہوئی ہے وہ جو آپ کے ساتھ رہتی تھی وہ آپ کا پوچھ رہی تھی میں نے اسے بتایا بھی اس وقت حویلی والے سو جاتے ہیں لیکن وہ مان نہیں رہی ڈھرکی ہے نہ مجھ گنوار کہ سمجھانے پر بھی نہیں سمجھ رہی۔۔۔ اور کہہ رہی ہے حویلی لے کر چلو اگر میں اسے یہاں لاتی تو بڑے صاحب غصہ ہوتے اس لیے میں آپ سے پوچھنے آگئی۔۔۔۔۔

میری سہیلی۔۔۔۔۔ ذہن پر زور ڈالنے سے اسے یاد آیا۔۔۔۔۔ شہینہ اس کے گھر آنے کا تو کہہ رہی تھی لیکن اتنی جلدی۔۔۔

آج ہی تو اسکی شہینہ سے فون پر بات ہوئی تھی اور سعیدین جولاونج صاف کر رہی تھی بخوبی اس کے کان میں نگین کی باتیں گھس رہیں تھیں اس لئے اس نے اس بات کا فائدہ اٹھایا۔۔۔۔۔

جی بی بی جی اب بتائیں کیا کروں۔۔۔۔۔

سعیدین نے اسے چالاکی سے اپنی باتوں میں پھنسا لیا تھا۔۔۔۔۔

"اچھا رو کو تم یہاں ہم بابا سے پوچھ کر آتے ہیں پھر تم اسے یہاں لے آنا۔۔۔۔۔"

نگین گھبرا رہی تھی اکیلے جانے پر۔۔۔۔۔ یوں بھی تمام راستے سنسان ہو چکے تھے۔۔۔۔۔

"نہیں نہیں بی بی جی یہ کیا کر رہی ہیں اس وقت تو وہ سو گئے ہوں گے۔۔۔ آپ ایسا کرو کہ میرے ساتھ چلو اسے آپ خود لے کر آ جانا حویلی اور صبح بڑے صاحب کو بتا دینا؟؟؟"

"کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو۔۔۔۔۔"

نگین نے پر سوچ انداز میں کہا:

"ہم چادر لے کر آتے ہیں۔۔۔۔۔"

نگین کو اسکی رائے من کو لگی تھی۔۔۔ کیوں کہ بابا کے مزاج سے وہ واقف تھی۔۔۔ جلدی جلدی سر پر کڑائی والی چادر لی اور سعید کے ساتھ حویلی سے نکل گئی۔۔۔

کہاں ہے شہینہ ہمیں تو کہیں نظر نہیں آرہی؟؟؟

نگین نے صحن کے اطراف میں نظریں ڈوڑائیں۔۔۔

ابھی سعید اسے سچائی بتاتی کی منشی نے اگے بڑھ ہاتھ میں پکڑا رومال نگین کی ناک پہ رکھا۔۔۔ نگین اس حملہ کے لئے تیار نہیں تھی ہڑبڑا کر ہاتھ پاؤں مارنے لگی لیکن کلوروفل نے اسے زیادہ دیر تک حواسوں میں نہ رہنے دیا اور ہوش و خروش سے بیگانہ ہو کر پاس پڑے پلنگ پر گر گئی۔۔۔۔۔

"یہ کیا کر رہا ہے تو بی بی کے ساتھ ہائے اللہ تو نے بے ہوش کر دیا انہیں۔۔۔۔۔"

سعید نے منشی کو دھکا دیتے ہوئے کہا :

منشی نے اسے پکڑ کر کمرے میں بند کر دیا اور بے ہوش پڑی نگین کو اٹھا کر گاڑی میں ڈالا اور  
ڈیرہ کی جانب گاڑی دوڑادی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"اللہ تجھے پوچھے منشی یہ تو نے کیا کروادیا مجھ سے مجھے پتا ہوتا تو کبھی تیرا ساتھ نہیں دیتی"

اس نے چلاتے ہوئے دروازہ کھولنے کی کوشش کی۔۔۔ دروازہ چونکہ باہر سے بند تھا اس لئے کھل نہیں رہا تھا اس نے کمرے میں رکھی لکڑی کی کرسی اٹھائی اور زور سے دروازے پر ماری پرانے طرز کا بنا ہوا دروازہ پڑنے والی ضرب کو برداشت نہ کر سکا اور ٹوٹ گیا وہ جلدی باہر نکلی دروازے پر کھڑے خان زادہ کے ملازم کو دیکھ کر اس کے پاس آئی:

کہاں لے کر گیا ہے منشی بی بی کو؟؟؟

"مجھے نہیں پتا تو گھر جانشی نے منع کیا ہے کہ تجھے منگنے نہ دوں۔۔۔"

"تجھ میں اگر خدا کا خوف ہے تو زمین کے فرعونوں میں اپنا نام نہیں لکھواتیرے گھر میں بھی تیری بیٹی رہتی ہے خدا کے قہر سے ڈر۔۔۔"

سعید نے اسے خدا کہ قہر سے ڈرایا۔۔۔۔۔

جا!!!! جا اپنا بھاشن کہیں اور جا کر دے۔۔۔۔۔

اس نے گویا ناک سے مکھی اڑائی۔۔

"کتنے دن کھائے گا تو خان زادہ کی دی ہوئی بھیک۔۔۔۔۔ تیرے گھر میں بھی عزت بیٹھی ہوئی ہے یہ نہ ہو کہ خان زادہ کی جلائی ہوئی آگ تیرے گھر کو جلا کر بھی راکھ کر دے۔۔۔۔۔"

سعید کی باتوں نے اس پر اثر کیا تھا اس نے سعید کو ساری حقیقت بتائی جسے سن کر سعید نے اپنے سینے پر دونوں ہاتھ دھرے اور زور زور سے منشی سمیت خان زادہ کو کوسنے دینے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"اللہ کی مار پڑے منشی تجھے میں کیا منہ دیکھوں گی اللہ کو نہیں اب میں مر بھی جاؤں مجھے انکی عزت بچانی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

سعید بدحواس ہو کر ملک حویلی بھاگی لاونج میں پہنچ کر زور زور سے چلاتے ہوئے رونے لگی اسکی چیخ وہ پکار خاموش حویلی میں گونجنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ملک نواز اور رب نواز دونوں کمروں سے باہر آئے یہ چیخ و "پکار کیوں مچائی ہوئی ہے"

ملک نواز نے جو بخوار نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا : سعیدن روتے ہوئے ان کے قدموں میں گر گئی۔-----

جاری ہے

کمنٹس اتنے کم کیوں؟؟؟ کیا پسند نہیں آ رہا ناول ☹☹☹ کھٹن راہیں  
از

سیدہ جویریہ شبیر  
قسط نمبر 6

دور ہو یہ کیا کر رہی ہو؟؟؟ ہو اکیا ہے؟؟؟۔

وہ وہ بیڑے صصا حجب نننٹلکگین بی بی کو بچالیں ؟؟؟

کیا کہہ رہی ہو صحیح سے بتاؤ؟؟

"صاحب جی نگین بی بی کو یا سرنے اغوا کروالیا ہے۔۔۔"

یہ کیا کہہ رہی ہو ہوش میں تو ہو۔۔۔؟

نواب ملک نے ڈھاڑتے ہوئے کہا۔۔۔

اس نے رورو کر سارا ماجرا انہیں کہہ سنایا سب کو وہاں پر سانپ سو نگھ گیا تھا۔۔

"نمک حرام جس تھالی میں کھانیا اسی میں چھید کر دیا۔۔۔"

ملک نواز نے زوردار ٹھپڑ مارا وہ دور جا کر گری۔۔۔۔۔

"بابا جان یہ وقت غصہ کرنے کا نہیں ہے آپ چلیں میرے ساتھ ہم وہیں چلتے ہیں اسے بعد میں دیکھیں گے۔۔۔"

رب نواز نے تنفر سے سعید کو دیکھ کر بابا کو احساس دلایا۔۔۔۔۔  
 "نہیں صرف ہم جائیں گے تم یہیں رہو۔۔۔۔۔"

پر بابا ؟ ؟ ؟ ؟ ؟

کرم دین گاڑی نکالو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نکین کو ہوش آگیا تھا اسے اپنا سر بھاری لگا جیسے ہی اسے سب یاد آیا وہ کھڑی ہو گئی اپنا ڈوپٹہ دیکھنا چاہا تو وہ نظر نہ آیا پاس پڑی کرسی پر بیٹھے شخص کو دیکھ کر اس کے پیروں تلے زمین نکل گئی۔

"کیا کہہ رہی تھی تو مجھے ہاں آوارہ ہوں، بد معاش ہوں منہ نہیں لگتی میرے۔۔۔۔۔۔  
اب تجھے بتاؤں گا کہ کتنا آوارہ ہوں"

نہیں۔۔۔ نہیں مجھے معاف کر دو خدا کے لئے؟؟؟

"معاف کردوں ہاں یا سر کسی کو معاف نہیں کرتا"

"تمم ممیرے بابا کو نہیں جانتے وہ تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے"





سنان سڑکوں پر گاڑی دوڑاتے ہوئے اسے دو گھنٹے ہو گئے تھے دماغ ٹھنڈا ہوا تو سب سے پہلے سحرش کا خیال آیا۔۔۔۔۔ گاڑی گھر کی جانب روک دی دل کے ایک کونے میں احساس ندامت نے ڈیرہ جمایا ہوا تھا حویلی پہنچ کر اپنے کمرہ کا رخ کیا کمرہ میں گھپ اندھیرا تھا اس نے ہاتھ بڑھا کر سوچ بورڈ کو ٹٹولا لائٹ کھلتے ہی پورا کمرہ روشن ہو گیا اس نے سامنے دیکھا تو اسے دھچکا لگا جس پوزیشن میں وہ اسے چھوڑ کر گیا تھا وہ اتنے گھنٹے اسی زاویہ سے گری ہوئی تھی بالوں نے اس کے چہرے کو چھپایا ہوا تھا وہ

دوڑ کر آگے بڑھا اور سحرش کو سیدھا کیا چہرہ سے بال ہٹانے پر اس کو ایک اور جھٹکا لگانا ک سے بہہ کر خون ہونٹ پر جم گیا تھا سفید گال پر پانچوں انگلیوں کے نشان چھپے تھے اس نے جلدی سے اسے اٹھا کر بیڈ پر ڈالا اور خود واش روم سے فرسٹ ایڈ باکس لے کر آیا روئی سے خون صاف کیا اور اسے ہوش میں لانے کی تدبیر کرنے لگا۔۔۔۔۔

انکھ کھلنے پر اس نے کمرہ میں نظر ڈورائی اور جہانگیر کو اپنے قریب دیکھ کر آٹھ بیٹھی جہانگیر نے اٹھنے میں اس کی مدد کی تھی اس نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گرالیا شاید پہلے ہونے والے واقعہ یاد کر رہی تھی جو ذہن سے محو ہو گیا تھا جہانگیر تو یہ ہی سمجھا۔۔۔۔۔

جہانگیر نے اس کی طرف پانی کا گلاس بڑھایا جس کو اس نے نظر انداز کر دیا تھا۔۔۔۔۔

"ایک دفعہ زہر ہی کیوں نہیں دے دیتے بار بار ذخم دے کر مرہم کرنے سے تو بہتر ہے" اس نے زہر خند لہجے میں جواب دیا۔۔۔

اب کے وہ جہانگیر کی سائیڈ سے اٹھ کر جانے لگی تو اچانک چکر آگیا جہانگیر اس کی حرکات و سکنات پر نظر رکھے ہوئے تھا اسے لڑکھڑاتے ہوئے دیکھا تو کوئی سے پکڑ کر تھاما اور اپنے قریب ہی بٹھا دیا۔۔۔ ہاتھ کی گرفت مضبوط ہونے سے اس کے تکلیف سے آنسو نکل گئے اس نے دوسرے ہاتھ سے جہانگیر کا ہاتھ جھٹکا۔۔۔

کیا ہوا ہے کوئی پر دکھاؤ ذرا؟؟

"کیوں نہیں آپ کی ہوتی مہربانیاں ہیں دیکھ لیں اور دل خوش کر لیں" سحرش نے طنز کرتے ہوئے کہا:

جہانگیر نے لب بھیج کر اس کے ہاتھ کی استین کو کہنیوں سے اوپر کیا: جگہ جگہ سے کھال ہٹی ہوئی تھی اور اندر کا گوشت نظر آ رہا تھا اس نے اپنے آپ کو کوسا۔۔۔

"رہنے دیں اتنی مہربانی بہت ہے اچکی اور مہربانی کی ضرورت نہیں ہے"

وہ بیڈ سے جھٹکے سے اٹھی اور واش روم میں گھس گئی۔۔۔۔

اور جہانگیر کو پچھتاووں نے گھیر لیا۔۔۔۔۔

تم اپنے گھر جاوگی؟؟

وہ جو کب سے اپنے ہاتھوں کی لکھروں کو دیکھ رہی تھی کرٹ کھا کر جہانگیر کے الفاظوں کو غور کرنے لگی۔۔۔

کیا تم اپنے گھر جانا چاہتی ہو؟؟

جہانگیر نے شاید اسکے تاثرات بھانپ لئے تھے جیسی اس بار اونچی آوازیں کہا:

"گھر" اس نے زیر لب دہرایا۔۔۔

"ہاں"

جہانگیر نے جب جواب میں خاموشی پائی تو دوبارہ بول اٹھا:

"پانچ منٹ تک ریڈی ہو جاو میں تمہیں تمہارے گھر چھوڑنے جا رہا ہوں"

کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟؟

سحرش نے خدشہ کے زیر اثر پوچھا:

"بلکل سچ"

جہانگیر نے اسے یقین دلایا۔۔۔۔۔

ایک ہفتہ تک اسے اپنی کم ہمتی پر غصہ رہا؟ اس کا تو اس سب میں کوئی قصور ہی نہیں تھا اس کی تو ساری باتیں ٹھیک تھیں کہیں نہ کہیں غلطی اسی سے ہو رہی تھی اس نے اسکی سزا ختم کرنے کا سوچ لیا تھا جس پر اب عمل کر رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ بی بی جان سے آخری دفعہ مل کر گاڑی میں آ بیٹھی جس میں جہانگیر پہلے ہی موجود تھا گاڑی اپنی منزل پر گامزن ہو گئی تھی کس کو کیا پتا کہ منزل شاید ابھی نہیں تھی گاڑی میں موجود دونوں نفوس اس بات سے بے خبر اپنی اپنی سوچوں میں مگن محو سفر تھے۔۔۔۔۔۔۔

گاڑی جیسے ہی خان زادہ ہاؤس کے پورچ میں رکی سحرش اپنی طرف کا گاڑی کا دروازہ کھول کر جہانگیر کا انتظار کئے بغیر ہی اندر کی جانب بڑھ گئی اسے اس بات سے کوئی سروکار نہیں تھا کہ وہ اس کے ساتھ جائے یا نہیں۔۔۔۔۔

جہانگیر جو جانے کیلئے گاڑی ٹرن کرنے لگا تا پھر کچھ سوچ کر اندر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔۔ وہ لاونج میں داخل ہوتا ہی کہ اسکے قدم اندر سے آنے والی آوازوں نے باہر ہی روک دیئے۔۔۔

کیوں آئی ہو اب یہاں ہماری عزت کا جنازہ نکال کر؟؟؟

یاسر کی گرجدار آواز نے سحرش کی ساری خوش فہمیوں کے پرزے پرزے کر دیئے تھے اور وہ جویہ سوچ کر آئی تھی کہ وہ اپنے ماں باپ سے مل کر اپنے سارے درد مٹائے گی اس کی نوبت ہی نہیں آئی۔۔۔۔

نجانے کیا کیا وہ سوچ کر آئی تھی کہ اپنے اوپر ڈھے جانے والے ہر ظلم کا ازالہ کرے گی۔۔۔ اور بتا دے گی جہاں گھر کو وہ کوئی کھلونہ نہیں ہے جسے جب چاہا تو ڈر دیا اور جب چاہا اس کا تماشا بنا لیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن کس بلبوطہ پر؟؟؟؟

باپ نے تو اس کی سننے سے پہلے ہی سزا میں اضافہ کر دیا تھا۔۔۔۔۔

وہ بے ہتھین سی یاسر خان زادہ کو ٹکڑ ٹکڑ دیکھے جارہی تھی۔۔۔۔۔

جاری ہے

www.UrduNovelsMania.com

کٹھن راہیں

از

سیدہ جویریہ شبیر

قسط: 7

"ڈیڈ آپ میری بات سنے بغیر مجھ پر الزام نہیں لگا سکتے۔۔"

اپنی سسکیوں کو دباتے ہوئے احتجاجا کہا:

"چھ مہینے تم غائب تھیں اب اچانک تم ہنسی خوشی اتنے دنوں بات آئی ہو تو میں کیا بات سنوں"

یاسر خان نے بے لچک انداز میں کہا:

آپ اسکی بات تو سن لیں ۹۹۔

رابعہ بیگم (سحرش کی امی) نے یاسر کو گھور کر دیکھا:

"تم اپنے کمرے میں جاویہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے تم اپنی کلب اور پارٹیز کی فکر کرو۔۔"

رابعہ یاسر سے شادی کر کے لاہرواہ ہو گئی تھی دولت کی توریل پیل پہلے ہی تھی اور شادی

کے بعد انہیں گھر داری سے کوئی رقت نہیں تھی اس لئے وہ سحرش کو دنیا میں لانے کے

بعد اس سے بھی بے پرواہ ہو گئیں تھیں۔۔۔۔

یاسر پھنکار کر سحرش سے کہا:

رابعہ کو لگا جیسے کسی نے اس کہ منہ پر تیزاب پھینک دیا ہو۔۔۔۔

وہ یاسر کے پل میں بدلتے تیور پر ہونق سی رہ گئیں۔۔۔۔۔

"تمہیں میں نے دنیا کی نظروں سے بچا کر رکھا پھولوں کی طرح سیخ سیخ کر بڑا کیا اور تم نے کیا دیا بدلے میں ذلت اور رسوائی۔۔۔"

یاسر نے سحرش سے شکوہ کیا :  
اسے اپنی ہی آواز کسی گہری کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔۔

تو کیا کہتے ہو یاسر خان زادہ پسند نہیں آئی تمہیں یہ ذلت و رسوائی ؟؟؟  
تبھی عقب سے جہانگیر کی آواز پروہاں موجود سارے نفوس نے انٹیرنس کی جانب دیکھا :

کون ہو تم اور اندر کیسے آئے ؟؟؟  
یاسر نے بگڑتے ہوئے کہا :

"ااا ااا نہیں یاسر خان زادہ اتنا مت ڈھاڑو کہ کہیں تم بولنے کہ بھی قابل نہ رہو  
۔۔۔۔۔"



رابعہ بیگم، اور سحر شیویشن کو سمجھنے کی کوشش کر رہیں تھیں۔ سامنے کھڑے شخص کی وجہ خوبصورتی ہرگز نظر انداز کر جانے والی نہ تھی۔۔۔۔ اور پھر اس کی منہ سے ادا ہونے والے الفاظ کسی طوفان کا پتہ دے رہے تھے۔۔۔۔۔

"تم کیا سمجھتے ہو تم پاکستان چھوڑ کر بھاگ جاو گے اور اپنے پیچھے تمام ثبوت مٹا کر اپنے آپ کو بچا لو گے؟؟ تو بہت غلط سوچ تھی تمہاری۔۔۔"

جہانگیر جیب میں ہاتھ ڈالے ہموار قدم چلتا یا سر کی جانب آیا۔۔۔۔۔  
 سر دسانس خارج کر کہ بات جاری رکھی۔۔۔۔۔

انسانوں کو تو دھوکا دے سکتے ہو پر اللہ کو کیسے دو گے بولو کسی کی عزت کو اپنی حوس کا نشانہ بنا کر تم خود عیش کی زندگی بسر کرو گے اور کوئی تم سے حساب لینے والا نہ ہوگا ۹۹۹

یا سر کے تو مانو کاٹو تو لہو نہیں چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا تھا۔۔۔

یہیہ لکھا بے بکواس ککر رہے ہو ککون ہو تم ؟؟؟  
 "جہانگیر" "جہانگیر رب نواز" "ملک نواز کا پوتا" "نکین کا بھتیجا"۔۔۔  
 کیا نکین کا بھتیجا اااااا۔۔۔؟؟؟

ہاں کیوں یاد آیا کچھ؟؟؟

تم کیا سمجھتے تھے تم گناہ کرو گے اور چھپا لو گے ؟؟؟

"تم شاید اس ذات کو بھول گئے تھے جو "علیم و خیر" ہے اس کے انصاف سے کیسے بچ پاؤ گے"

میں نے ہی تمہاری بیٹی کو اغوا کروایا تھا اور چاہتا تو اسکی بھی عزت پامال کر دیتا لیکن تم جیسا بھیڑیہ نہیں ہوں تمہاری بیٹی آج بھی ویسی ہی ہے بے داغ اور پاکیزہ ہے جیسے کہ اغوا ہونے سے پہلے تھی۔۔۔۔

"ہاں البتہ اب وہ میرے نکاح میں ہے" اوریہ مت سمجھنا کہ میں اسے آزاد کر دوں گا زندگی بھر وہ میرے نام سے جڑی رہے گی اور تمہاری دہلیز پر پڑی رہے گی اور تم اسے دیکھ دیکھ کر روز جیو گے روز مرو گے۔۔۔۔۔"

تم ہوتے کون ہو مجھے سزا دینے والے؟؟؟ ہاں بولو تم خدا ہو؟؟؟ کیا ہو تم؟؟؟ اپنے آپ کو ہر الزام سے بری الزمہ کر کر تم بچ نہیں سکتے؟؟؟

میرے باپ نے کیسنگی دیکھائی تو تم نے کون سا اچھا کام کیا ہے تم بھی میرے باپ کے ساتھ برابر کے ذمہ دار ہو۔۔۔۔

"ہونہہ آئے بڑے شریف النفس"

سحرش جو کب سے اپنے باپ کی عیاشی کا قصہ سن رہی تھی جہانگیر کو اپنی خود ساختہ ہمایت کرنے پر تمللائی اور جہانگیر کے کرتے کا کارپکڑ کی کھینچنے لگی۔۔۔۔

"بند کرو اپنی بکواس"

جہانگیر سحرش کے الفاظ پر آگ بگولہ ہو گیا اور سحرش کے دونوں ہاتھوں کو جھٹکا۔۔۔  
کیوں برا لگا ۹۹۹

سحرش نے تمسخر سے دیکھتے ہوئے کہا:

تم مرد ہمیشہ اپنے انتقام کی آگ عورت کے ذریعہ نکال کر اپنی مردانگی سمجھتے ہو ۹۹۹ "تھو بے تم جیسے مردوں پر"

"اور تم کتنا مجھے رپاؤ گے دل کو ٹھنڈک ہوتی ہوگی نہ عورت کی کم ہمتی پر اپنی مردانگی جتا کر۔۔۔۔۔ نفرت ہے مجھے اپنے باپ سمیت تم جیسے مردوں سے نفرت ہے نفرت ہے" سحرش کے گلے میں چلاتے چلاتے خراشیں پڑ چکیں تھیں اور آنسو لڑھک کر گالوں پہ بہنے لگے تھے۔۔

سحرش نے ایک نظر سامنے کھڑی ماں پہ ڈالی، پھر ایڑیوں کہ بل گھوم کر دروازہ کی جانب بھاگی اور خان زادہ ہاوس سے نکلتی چلی گئی اپنے پیچھے آوازوں کی پرواہ کئے بغیر پیدل چلتی

ہوئی سڑک تک آگئی اسے تو ہوش ہی نہیں تھا کتنی دیر ہوئی ہاوس سے نکلے ہوئے اور کہاں جانا تھا کچھ نہیں پتا لیکن اس دوزخ سے کوسوں دور نکل جانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

ہارن کی آواز پر وہ خیالوں سے واپس آئی مڑ کر دیکھا تو جہانگیر گاڑی میں اس کا انتظار کر رہا تھا اس نے جلدی جلدی قدم آگے بڑھا دیئے۔۔۔۔۔

کیا مسئلہ ہے؟؟ "چلو گاڑی میں چل کر بیٹھو۔"

جہانگیر گاڑی میں سے نکل کر اس کے سامنے کھڑا ہو کر جھجھلا کر اسے بیٹھنے کو کہا:  
"کیوں پھر میرا تماشا بنانا باقی ہے؟؟؟"

سحرش نے زہر خند لہجے میں پوچھا:

جہانگیر نے اسکا بازو پکڑا اور کھینچتے ہوئے گاڑی کی طرف لایا اور سیٹھ پر دھکیل کر گاڑی کا دروازہ بند کر کے خود گاڑی میں آ بیٹھا اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔۔۔۔۔

www.urdu novels mania.com

تم کیوں لائے ہو مجھے گاڑی میں؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟ "نہیں جاؤں گی میں گھر کہیں نہیں جاؤں گی تم مجھ پر اور حکمرانی نہیں کر سکتے" چھوڑو میرا ہاتھ؟؟

جہانگیر اسے کھیچتا ہوا گاڑی میں بٹھا کر گاڑی کے دروازوں کو لوک کیا۔۔۔۔۔ جب  
کوششوں سے بھی گاڑی کا دروازہ نہیں کھلا تو سحرش نے اسے خونخوار نظروں سے گھورا

"سحرش بی بی شاید آپ بھول رہی ہیں آپ میرے نکاح میں ہیں"

"بہت جلد اس کاغذی بندھن کو بھی میں توڑ دوں گی۔۔۔۔" تم کیا سمجھتے ہو تمہارے ساتھ

ہنسی خوشی ازدواجی زندگی گزاروں گی؟؟؟ "تو بھول ہے تمہاری"

اسکی بات پر جہانگیر کی دماغ کی رگیں تن گئیں غصہ سے اس نے اسکا بازو پکڑ کر اپنی جانب

کھینچی :

[illegible]

## کھٹن راہیں

از

سیدہ جویریہ شبیر

- قسط 8

4 سال بعد یاسر خان زادہ پاکستان واپس آیا تھا حویلی ملازموں کے ہاتھوں میں اکرتباہ ہو گئی تھی سب سے پہلے اس نے تمام پرانے ملازموں کی چھٹی کی اور سب سمیٹ کر شہر آ گیا وہاں اس نے عالیہ بیگم سے شادی کی یوں شہریت کی زندگی بسر کرنے لگا وہیں اس نے اپنا بزنس سٹارٹ کیا۔۔۔۔۔ شادی کے ایک سال بعد اس کے یہاں سحرش کی پیدائش ہوئی۔۔۔ سحرش کی دیکھ بھال کے لئے نوکروں کی لائین لگا دی تھیں اسکول بھی وہ پروٹوکول کے ساتھ جاتی تھی یا یاسر اسے باہر لے جاتا تھا آزادی سے آنے جانے کی اسے پریشانی نہیں تھی یوں اس نے لڑکپن میں قدم رکھا۔۔۔۔۔ ڈیڈ جانے دیں نہ آپ مجھے کہیں جانے نہیں دیتے؟؟؟

سحرش مارکیٹ جانے کے لئے یاسر کو منارہی تھی لیکن اس کے دل میں خوف تھا جس کی بنا پر وہ سحرش کو نکلنے نہیں دیتا تھا۔۔۔

"میری جان آپ کی بھلائی کیلئے ہی کر رہا ہوں ابھی آپ چھوٹی ہو نہیں سمجھو گی۔۔۔"

نہیں ڈیڈ آج آپ بتا ہی دیں کیوں آپ مجھے باہر نہیں جانے دیتے؟؟؟

سحرش نے ضدی لہجہ میں پوچھا :

"ہر بات بتانے کی نہیں ہوتی۔۔۔" جاوا اپنے روم میں؟؟؟

اب کہ یا سمر نے سختی سے ڈانٹا تو وہ منہ بنا کر اپنے روم میں چلی گئی۔۔۔

دوپہر سے رات ہو گئی تھی وہ مسلسل اپنے کمرہ میں بند تھی ملازمہ دو تین دفعہ کھانے کی ٹیبل پر بلانے آئی لیکن وہ نہ آئی۔۔۔۔۔ تو آخر کار یا سر کو اس کی ضد کے آگے گھٹنے ٹیکنے

پڑے۔۔۔۔۔

ابھی وہ مارکیٹ سے نکل ہی رہی تھی کہ ایک وین اس کے پاس آ کر رکی اور دیکھتے ہی دیکھتے سحرش کو غائب ہونے میں ٹائم نہیں لگا جس تیزی سے وین اسکی طرف آئی تھی اس طرح برق رفتاری سے دھول اڑاتی ہوئی نکل گئی وہاں لوگ جو اپنے کام میں مصروف تھے ویسے ہی رہے کسی کو کچھ خبر نہیں جیتا جاگتا انسان وہاں سے غائب ہو گیا۔۔۔۔۔

سحرش کو پانچ مہینہ ہو گئے تھے جب سے اسے باپ کی کمینگی کا پتا چلا تھا اسے مرد ذات سے نفرت ہو گئی تھی وہ ملک حویلی آا تو گئی تھی لیکن گم سم رہتی تھی نہ کسی سے بات کرتی اور نہ جہانگیر سے لڑتی تھی گھنٹوں ایک ہی زاویہ میں بیٹھی رہتی، کھانا نہ دو تو کھا لیتی نہ دو تو۔ بھوک رہتی۔۔۔ جہانگیر نے کئی دفعہ اس سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن جواب میں خاموشی ہی ملتی ایک دو دفعہ تو بی جان نے بھی بلوایا لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔۔۔۔ بی جان فاج

کی مریضہ تھیں جب انھیں رب نواز کے خودکشی کرنے کی اطلاع ملی تو وہ اپنے پاؤں پر کھڑی نہ رہ سکیں اور گرنے اور صدمہ کی وجہ سے ان پر فالج کا ایک ہوا تھا۔۔۔۔۔

رب نواز کو قتل کر کے خودکشی کا نام دینے والا بھی یا سر کا ایک نوکر تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ واش روم سے باہر نکلی تو سامنے صوفے پر جہانگیر کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو اپنے ڈوپٹے کی تلاش میں بیڈ پر آئی ڈوپٹہ اوڑھا اور خود جا کر کھڑکی کے پاس کھڑی ہو گئی۔۔۔

مجھے تم سے ایک بات کرنی ہے یہاں آؤ؟؟؟

جہانگیر نے اسے کھڑا دیکھ کر اسے پاس آنے کا کہا:

سحراش نے ایسے ریکٹ کیا جیسے سنا ہی نہ ہو۔۔۔

دیکھو تم مجھے مجبور کر رہی ہو کہ میں تم سے سختی سے بات کروں؟؟؟

سحراش پر خاطر خواہ اثر ہوا اور پچھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ہوئی بیڈ پر ٹک گئی۔۔۔۔

"تمہارے باپ کا انتقال ہو گیا۔"

جہانگیر نے سر جھکاتے ہوئے بتایا۔

سحرش کا چہرہ سفید پڑ گیا تھا جیسے خون ہی نہ ہو جہا نگیر نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔

جہا نگیر اٹھ کر اسکے پاس آیا اور اسے شانوں سے پکڑ کر ہلایا۔۔۔۔۔



ایک دم سحرش کہ ساکت وجود میں حرکت ہوئی سحرش کے لمبے لمبے قہقہوں سے پورا کمرہ گونجنے لگا۔۔۔ جہانگیر نے اسکی آنکھوں میں جھانکا جہاں ویرانی چھائی ہوئی تھی۔۔۔۔

سحرش؟؟؟ سحرش کیوں ہنس رہی ہو؟؟؟

اب کہ اس کے قہقہہ بلند ہونے لگے تھے جہانگیر کو وہ کوئی دیوانی لگی جو اپنا سب کچھ لٹا آئی ہو۔۔۔۔۔

کیا پاگل ہوگئی ہو؟؟؟؟

جہانگیر نے ڈھاڑ کر اسے جھٹکا :

:ہاں!ہاں۔۔۔۔ ہوگئی ہوں پاگل سنا تم نے میں پاگل ہوگئی ہوں۔۔۔ تم تمہیں تو خوش

ہونا چاہیے نہ تم نے لے لیا اپنا بدلہ۔۔۔ اپنی پھپھو کی تباہی کا بدلہ تم نے مجھ سے لے لیا

۔۔۔ میرا۔۔۔ میرا باپ مر گیا اور مجھ بد نصیب کو دیکھو آخری بار دیکھ بھی نہ سکی۔۔۔۔

کیا! کیا قصور تھا میرا بتاؤ مجھے۔۔۔ کیا قصور تھا میرا۔۔۔۔۔؟؟؟؟

اس کے انسو آنکھوں سے رواں تھے آواز میں سختی تھی جہانگیر نے اسکا ہاتھ پکڑا اور اسے

کھیپتھا ہوا حویلی کے ایک کمرہ میں لایا کمرہ میں گھپ اندھیرا تھا جہانگیر نے لائٹ جلانی کمرہ

بلکل صاف ستھرا لیکن سادہ تھا کونے پر جائے نماز پر ایک خاتون تسبیح پڑھ رہی تھی لائٹ

جلنے پر اس خاتون کے ساکن وجود میں جنبش ہوئی اور آنکھیں بمشکل کھلنے کی کوشش کر رہی تھیں

ان کا کیا قصور تھا بولو کیا۔ قصور تھا ان کا؟؟؟

تمہارا باپ تو چلا گیا اس دنیا سے لیکن ان کے انصاف کا کیا بولو۔۔۔؟؟؟

سحرش رونا بھول کر پھٹی آنکھوں سے نگین کو دیکھ رہی تھی نور ہی نور تھا ان کے چہرہ پر،

صاف شفاف چہرہ چادر کے احاطے میں کسی چاند کے مانند لگ رہا تھا۔۔۔۔

(جاری ہے)

کھٹن راہیں

urdu  
novels mania  
www.urdu novels mania.com

از

سیدہ جویریہ شبیر

قسط: 9

جہانگیر کون ہے یہ؟؟؟ کس کو تم میرے کمرے میں لائے ہو؟؟؟  
نگین کی آواز میں لرزراہٹ اسکے بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھنے کا پتہ دے رہی تھی۔۔۔۔

نگین کی آواز پر سحرش کا سکتہ ٹوٹا اور وہ جا کر نگین کے گھٹنوں میں بیٹھ گئی اور زور زور سے رونے لگی۔۔۔ یہاں تک کہ اس کی پیچیاں بندھ گئیں تھیں۔۔۔

دل تھا کہ پھر بھی سکون نہیں پا رہا تھا نجانے وہ اپنے ہو جانے والے نقصان پر رو رہی تھی یا  
نگین کی طے کردہ صبر کی سیڑھیوں پر افسوس کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا بیٹا کون ہو تم اور کیوں رو رہی ہو؟

نگین نے سوالیہ نظروں سے جہانگیر کو دیکھا جو ایستادہ وہیں دروازہ کے قریب ہی کھڑا رہ گیا تھا پھر لرزتے وجود کو دونوں ہاتھوں ست سہارا دے بٹھایا۔۔۔۔۔

"میں۔۔۔ میں وہ ہوں جس سے اچکے بھتیجے نے اچکے ساتھ ہو جانے والے ظلم کا بدلہ لیا۔۔۔ آپ میں اور مجھ میں فرق اتنا ہے کہ اچکی جسم اور روح پر داغ ہے جبکہ میری روح پر داغ لگا ہے ہم دونوں چلتی پھرتی لاشیں ہیں ہم دونوں کے قصور وار صرف اقر صرف مرد ہی ہیں۔۔۔۔"

یہ یہ کیا کہہ رہی۔۔۔ می۔۔۔ و۔۔۔ ہو گلک۔۔۔ ککون ہو تم؟؟؟

"میں یا سر خان زادہ کی بد نصیب بیٹی ہوں"

سحرش نے روتے ہوئے سر جھکا لیا جیسے سارا جرم اس کا ہی ہو۔۔۔۔۔

سالوں پہلے حویلی میں جو قیامت گزری تھی شاید اسکے انصاف کا دن آج تھا وہ انکھیں  
 پھاڑے اپنے سامنے اپنے مجرم کی بیٹی کو جھکا ہوا دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔ اپنی التجائیں،  
 سسکیاں، رونا سب ایک فلم کی طرح ان کے ذہن میں آگیا تھا انھیں سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ  
 روئے یا ہنسے۔۔۔۔۔

سالوں پہلے دیئے جانے والا زخم پھر سے تازہ ہو گئے تھا ان کے بے آواز آنسو بہہ رہے  
 تھے۔۔۔۔۔

اس لڑکی کو روتا، اور سسکتا، ہوا دیکھ کر انھیں اپنا سسکنا یاد آ گیا تھا۔۔۔۔ وہ بھی تو  
 ایسے ہی یا سر کی منت سماجت کر رہی تھی۔۔۔ جہانگیر سامنے کھڑا ان کو یا سر لگا جو آہستہ  
 آہستہ قدم برہاتا ہوا ان کی طرف آ رہا۔ تھا۔۔۔۔۔

"قریب مت آنا۔۔"

"تم نے میری زندگی تو برباد کر دی لیکن میں اس کی عزت پر انچ نہیں آنے دوں گی"

نگین ہسٹریائی انداز میں چیخنی درو دیوار اس کی چیخ سے لرزاٹھے۔۔۔۔

جہانگیر جہاں تھا وہیں برف ہو گیا اسے زمین و آسمان گھومتے ہوئے نظر آنے لگے کانوں  
 میں جیسے کسی نے پگھلا ہوا شیشہ اندیل دیا۔۔۔۔۔



نگین کو ایک ہفتہ لگا تھا واپس زندگی میں لوٹنے کا۔۔۔۔ اور اس ایک ہفتہ میں دو نفوس کو اپنے آپ سے نفرت ہوگئی تھی۔۔۔۔ نگین تو واپس آگئی تھی لیکن ان دونوں کو واپس آنے میں شاید ابھی وقت تھا۔۔۔۔۔

سحرش کو اپنے باپ سے نفرت سی محسوس ہو گئی تھی کہ اس کی حوس نے ایک جیتے جاگتے وجود کو زندگی جینے والی ہنس مکھ کلیوں جیسی نگین کو روند دیا تھا جینے کی رمق کو فنا کر دیا تھا اس کا دل چاہ رہا تھا اپنے باپ کا گریبان پکڑ کر کہے کیا قصور تھا اس کا اور میرا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جہانگیر تو اس دن کے بعد سے گھر ہی نہیں آیا تھا اس کا دل چاہ رہا تھا کہ خود کشی کر لے اسے  
نگین کی آنکھوں کی وحشت، ڈر و خوف، نفرت، بھولائے نہیں بھولتی۔۔۔۔۔

بی جان کے ہزار بار بلانے پر وہ اگیا تھا اور خود بی جان کے گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھا تھا بی  
جان کے سمجھانے پر آج وہ ہمت کرتا ہوا نگین کے روم میں موجود تھا۔۔۔۔۔

نگین کے انسو روا تھے اور مصلے پر بیٹھ کر تسبیح پڑھنے میں لگی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔

جہانگیر نے آگے بڑھ کر ان کے آنسو صاف کئے ابھی شاید وہ کچھ کہتا ہی کہ پڑنے والے ٹھپڑ سے اسکی بات منہ میں ہی رہ گئی۔۔۔

"افسوس ہوا ہے مجھے تم پر" جہانگیر۔۔۔ بھیا نے تمہیں یہ ہی سکھایا تھا؟؟؟  
جہانگیر سر جھکائے انہیں پہلی دفعہ سن رہا تھا ورنہ وہ اسکی بات کا جواب اشاروں میں ہی دیتی تھیں۔۔۔

"تم میں اور یاسر میں کوئی فرق نہیں رہا اب"  
"جاؤ تم یہاں سے آئندہ مجھے اپنی شکل نہ دکھانا"  
جہانگیر الٹے قدموں واپس لوٹ گیا اور کمرہ میں نگین کی دبی دبی سسکیاں گونجنے لگیں۔۔۔۔۔

نگین اس واقعہ کے بعد چلتی پھرتی لاش بن گئی تھی کبھی بیٹھے بیٹھے ہنسنے لگتی اور کبھی چیخوں سے پوری حویلی گونجتی ایسے میں ان کو سنبھالنے والا وہ نا سمجھ جہانگیر تھا جس نے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اپنے دادا اور باپ کو لحد میں اتارا تھا جہاں چھوٹی عمر میں اس کے ناتواں کندھوں پر ذمہ داری عائد ہو گئی تھی وہیں اس کے کچے ذہن میں یاسر خان زادہ کی

طرف سے نفرت پنپ رہی تھی اور اسی نفرت اور غیرت نے اسے جہانگیر سے یاسر بنا دیا تھا۔۔۔

جہانگیر کو اپنے آپ سے نفرت ہونے لگی تھی اسے یہ بات ہی اندر اندر مار رہی تھی کہ اس کی پھپھو نے اسے یاسر سے تشبیہ دی۔۔۔ اس کا دل چاہ رہا تھا ساری دنیا کو آگ لگا دے

تس نہس کر دے اپنے وجود سمیت ہر شے کو۔۔۔۔۔

انکھیں جیسے خشک ہو گئیں تھیں آنسوؤں نے بھی ساتھ چھوڑ دیا تھا ہر وقت رونے کی وجہ سے اسکی آنکھوں کے نیچے ہلکے پڑ گئے تھے انکھیں رو رو کر سرخ ہو گئیں تھیں باپ جیسا بھی تھا۔۔۔ تھا تو باپ ہی اسکا غم سحرش کو اندر ہی اندر مار رہا تھا کچھ نہ سہی باپ کے جنازے کو ہی دیکھ لیتی۔۔۔۔۔

جہانگیر کمرہ میں آیا تو روز کی طرح آج بھی وہ ہنوز اسی حالت میں بیٹھی تھی روز کی طرح آج بھی اس کے اندر ملال نے گھیرا جمایا تھا لیکن آج جہانگیر نے سحرش سے بات کرنے کا تہیہ کر لیا تھا۔۔۔۔۔

کیوں رو رو کر خود کو ہلکان کر رہی ہو؟؟؟؟



"دیکھو جب انسان کے پاس اپنی مرضی، اور پسند کا اختیار باقی نہ رہے تو خود کو حالات اور تقدیر کے سپرد کر کے بے فکر ہو جانا چاہیے"

اس کے انداز میں اپنائیت تھی محبت تھی۔۔۔ وہ اسکا دھیان بٹانا چاہ رہا تھا۔۔۔ لیکن یہ محبت سحرش کو خارب بن کر چھپی۔۔ وہ اس کی شکل دیکھنے کی بھی روادار نہیں تھی اس کی بات اسے تنگے لگائی۔۔۔

"بند کرو اپنی بکواس۔۔۔ تم سب مردوں سے نفرت ہے مجھے۔۔۔ جاو چلے جاو یہاں سے۔۔۔ جا اووو۔۔۔۔۔"

سحرش پر جنون سوار ہو گیا تھا جہانگیر کو اسکی اس کیفیت سے گھبراہٹ تو ہوئی لیکن وہ بھی اٹل فیصلہ کر کے آیا تھا۔۔۔۔۔

تم بھول کیوں نہیں جاتی ہو سب تلخ حقیقت کو؟؟؟ تم سمجھوتہ بھی تو کر سکتی ہو  
www.urdu novels mania.com سحرش ؟؟؟؟

"زندگی ہر بار تمہاری من پسند سوغات تمہاری جھولی میں نہیں ڈالے گی خوش فہمیوں کا دائرہ اتنا وسیع نہ کرو کہ مایوسی کا سامنا کرنا پڑے۔۔۔"

تم کیا سمجھتے ہو تمہارے ان بہلاؤں میں اگر میں تمہاری کی جانے والی ہر زیادتی بھول جاؤں  
گی؟؟؟؟

سحرش زہر میں کچھ تیر جانا نگیر کی جانب پھینک کر رخ موڑ گئی۔۔۔۔۔ جبکہ جانا نگیر کو ہر بار کی طرح اس بار بھی مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جسم پر لگے گھاؤ تو بھر جاتے ہیں لیکن روح پر لگنے والے تا عمر رہتے ہیں جیسے جیسے وقت  
گزرتا ہر ان میں سے خون رس رس کرنا سور بن جاتا ہے۔ ۔۔۔۔۔  
سحرش بھی انھی گھاؤ سے گھائل ہو گئی تھی۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"وقت گزرتا رہا۔۔۔۔۔۔"

اپنے سامنے آتی ہر چیز کو روندتا ہوا۔۔۔۔۔

[illegible]

[www.urdu novels mania.com](http://www.urdu novels mania.com)

سحرش نے بھی وقت کے ساتھ جینا سیکھ لیا۔ ۔۔۔۔۔

"وقت کی ایک بات اچھی ہوتی ہے کہ وقت اچھا ہو یا برا گزر ہی جاتا ہے"

اب سحرش کمرہ میں بند نہیں رہتی تھی بلکہ اسکا زیادہ تر وقت نگین یا بی جان کے ساتھ گزرنے لگا تھا جانا نگیر کے بھی چھوٹے موٹے کام کرنے لگی تھی۔۔۔ جہاں نگیر کو گونا سکون

کا احساس ہوا کہ اسکی محنت زیادہ نہیں تو کم رنگ تولائی۔۔۔۔ جہانگیر کو اپنے اور اسکے مابین ہونے والے رشتہ کا احساس ہوتا تھا لیکن وہ سحرش کو فحمال کسی بھی رشتہ کی نوعیت سمجھانے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اندھیوں نے توڑ دی ہیں درختوں کی ٹہنیاں  
کیسے کٹے گی رات پرندے اداس ہیں۔۔۔۔۔

جاری ہے

## کھٹن راہیں

از

سیدہ جویریہ شبیر

قسط: 10 :-

★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★

دسمبر کے اوائل دن تھے سارا دن سرد ہوائیں چلتی رہیں تھیں فضا میں تیر تا کرا موسم کی شدتوں کا گواہ تھا اسی حساب سے سرد اور بریلی تھی باہر ہواؤں کے جھکڑ چل رہے تھے تخی بستہ ہوائیں درختوں کے پتوں کو بھی تھرائے دیتی تھیں بیڈ پر کمفر ٹراوڑھے سکڑی سمیٹی لیٹی تھی لیکن جسم ٹھنڈک کے باعث اکڑا ہوا تھا اس نے انکھوں سے بازو ہٹا کے دیکھا آتش دان روشن تھا اور کمرے میں موجود ملگجے اندھیرے میں نارنجی روشنی کا آتش سا خوابناک تاثر معلوم ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ جہانگیر کو کمرے میں آتے دیکھ کر سحرش نے کمفر ٹرا منہ تک کھینچ لیا۔۔۔۔۔

ابھی تک خفا ہو مجھ سے ؟؟؟

جہانگیر نے اس کے برابر میں بیٹھتے ہوئے اس کے سفید مومی ہاتھوں کو تھام لیا۔۔۔۔۔  
"مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے ایسے ویسوں سے خفا ہونے کی"  
سحرش نے نہایت تنفر سے اس کا ہاتھ جھٹکا۔۔۔۔۔

"کوئی تو ایسا دن بھی آئے گا ان بے کل دنوں میں جب تم مجھے دیکھ کر مسکراؤ گی"  
جہانگیر نے پر امید نظروں سے اسے تکا۔۔۔۔۔

"حسرت ہی رہ جائے گی ان شاء اللہ"

وہ اتنا چڑی تھی کی بے ساختہ چیخ پڑی۔

بی جان کے سمجھانے کا ہی اثر تھا کہ وہ دونوں مشترکہ کمرہ میں قیام پزیر تھے یوں بھی سحرش نے سمجھوتہ کرنا سیکھ لیا تھا۔۔۔۔۔

آج بڑے دنوں بعد جہانگیر اور سحرش بی جان کے روم میں ایک ساتھ موجود تھے ہلکی پھولکی پکشب کے ساتھ چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے آسمان پر کالی گھٹاؤں نے ڈیرہ جمایا ہوا تھا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھڑکی سے آتے ہوئے بھلی لگ رہی تھی۔۔۔۔

"جہانگیر ہم نے سوچا ہے کیوں نہ اب تم ولیمہ کر لو کچھ رشتے داروں کو بھی مدعو کر لیں گے۔۔۔۔ اب اس رشتہ کی حقیقت سب کو بتا دینی چاہیے۔۔۔"

بی جان کی بات پر جہانگیر نے معنی خیزی سے سحرش کو دیکھا جو شاید کہیں اور ہی گم تھی۔۔۔۔۔ یہ اسکی نظروں کی تپش ہی تھی جو وہ خیالوں کی دنیا سے باہر آئی اور جہانگیر کو اپنی طرف دیکھتا پا کر نظروں کا زاویہ بدل دیا۔۔۔۔۔

جواب نہیں دیا تم دونوں نے میری بات کا؟؟؟

اب کہ بی جان نے عینک انکھوں کے عین سامنے کر کے دونوں کو غور سے دیکھا جیسے ان کے تاثرات نوٹ کر رہی ہوں۔۔۔۔

"جی۔۔۔ جی۔۔۔ بی جان بلکل۔۔۔ جیسا آپ مناسب سمجھیں ہم راضی ہیں۔۔۔۔"

جہانگیر نے گڑبڑاتے ہوئے کہا:

"ہاں ہاں سب جانتی ہوں میں نکاح تو مجھ سے پوچھ کر ہی کیا تھا نہ آیا بڑا۔۔۔"

بی جان نے طنزیہ انداز میں جہانگیر کو ایک دھپ لگائی۔۔۔

"جس کا نکاح تھا اس سے نہیں پوچھا گیا آپ تو پھر بہت دور ہیں"

ناچاہتے ہوئے بھی سحرش نے تنفر سے کہا اور کمرے سے نکل گئی۔۔۔

جبکہ جہانگیر نے ندامت سے سر جھکا دیا تھا۔۔۔۔۔

بی جان ابھی تک سحرش کی باتوں پر غور کر رہی تھیں۔۔۔۔۔

بیٹا کتنے خراب ہو گئے تمہارے بال؟؟؟

"ہیں تو ماشا اللہ بہت لمبے۔۔۔ لیکن اگر خیال نہیں کرو گی تو اور زیادہ خراب ہو جائیں

www.urdu novels mania.com

گے۔۔۔"

آج بی جان سحرش کے سر میں تیل کی مالش کر رہی تھیں۔۔۔۔۔

"بی جان آپ بہت اچھی ہیں اتنا خیال تو میری سگی ماں نے میرا نہیں رکھا جتنا آپ رکھ

رہیں ہیں آپ نہ ہوتیں تو شاید میں کب کی مر جاتی۔۔۔۔"

"نہ نہ بیٹا ایسے نہیں کہتے اللہ ناراض ہوتا ہے"

جہانگیر جو اپنی دھن میں انگلی میں گاڑی کی چابی گھماتا ہوا اندر آ رہا تھا سحرش کو بی جان کے گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھے دیکھ کر خوش گوار حیرت ہوئی۔۔۔

بی جان آپ تو مجھے بھول ہی گئیں ہیں کہ آپ کا کوئی بیٹا بھی ہے ؟؟؟  
جہانگیر نے دل ہی دل میں سحرش کے لمبے اور گھنے بالوں کو پسندیدہ نگاہوں سے دیکھا۔۔۔۔۔

"میں کیوں بھولوں گی تمہارے پاس ہی ٹائم نہیں مجال ہے جو اپنی ماں کا حال احوال پوچھ لو۔۔۔۔۔"

بی جان نے جہانگیر پر چڑھائی کر دی سحرش کی دبی دبی ہنسی دیکھ کر جہانگیر کا منہ بن گیا اور کھسیانے لگا۔۔۔۔۔

: آپ کو پتا تو ہے میں کتنا بڑی رہتا ہوں پھر بھی آپ مجھے ہی ڈانتی ہیں "  
جہانگیر کے لہجہ میں خفگی کا عنصر شامل تھا۔۔۔ سحرش اٹھ کر کمرہ میں چلی گئی تو جہانگیر نے اسکی جگہ سنبھال لی۔۔۔۔۔

"ہاں میرا بچہ بہت مخنتی ہے کم عمری میں ہی نازک کندھوں پر بوجھ اٹھایا تھا اللہ تجھے دو جگ کی خوشیاں دیں۔۔۔ آمین۔۔۔"

بی جان نے ممتا بھرے لہجہ میں کہتے ہوئے جہانگیر کا ماتھا چوم لیا۔۔۔۔۔

تمہیں بڑی ہنسی آرہی تھی ؟؟؟

جہانگیر نے اسے آئینہ کے سامنے کھڑے پا کر کہا:

"کیوں اس پر بھی پابندی ہے"

آئینہ میں نظر آنے والے جہانگیر کے عکس کو گھورا اور اس کے پاس سے گزر کر جانے لگی کہ جہانگیر نے اسکی کلائی تھام لی۔۔

یہ کیا ہتھمیزی ہے ؟؟؟: ہاتھ چھوڑو میرا

"ہتھمیزی ہی سمجھ لو میں تو نہیں چھوڑنے والا کر لو جو کرنا ہے"

جہانگیر نے ڈھٹائی سے اسکی چمک دار آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا:

"تم کچھ زیادہ ہی اپنی لمٹ کر اس کرنے نہیں لگے ہو۔۔۔ میں کہتی ہوں ہاتھ چھوڑو"

"نہ نہ تم نہیں آپ۔۔۔۔"

جہانگیر نے اسکی کلائی پر اپنی گرفت اور مضبوط کر دی۔۔۔۔

سحرش نے زور لگا کر اپنی کلائی چھڑائی اور دونوں ہاتھ کا دبا واسکے سینہ پر ڈال کر دوڑ دھکیلا

اور خود واش روم میں گھس گئی۔۔۔

جہانگیر نے غصہ میں زوردار ٹھوکر ٹیبل کو ماری اور کمرہ سے چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔



وہ ہر دفعہ اسکے سامنے بے بس ہو جاتا ہے جب بھی اسکی آنکھوں میں دیکھتا ہے تو بیتے دنوں کی کہانی یاد آجاتی ہے اسکی آنکھوں میں درد آج بھی ہلکورہ لیتا ہے۔۔۔۔۔ اس نے وقت کے ساتھ چلنا تو سیکھ لیا تھا لیکن گزرے وقتوں کی اذیت کو نہیں بھولا سکی تھی اور وہ درد پڑھنے والا کوئی نہیں بلکہ درد دینے والا ہی تھا لیکن مجبور و بے بس۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب وہ واش روم سے باہر نکلی تو ملازمہ اسے بی جان کا پیغام دے کر چلی گئی اور کمرہ کی حالت پر غور کرنے لگی جو جانگیر کر گیا تھا۔۔۔۔۔

"اونہو۔۔۔ اور تو کوئی کام نہیں بس ہر چیز کو اپنی اجارہ داری سمجھتے ہیں لیکن میں کوئی چیز نہیں۔۔۔"

وہ بڑبڑاتے ہوئے کمرہ سمیٹنے لگی دھیان کہیں اور ہونے کی وجہ سے میز کا ٹوٹنے والا شیشہ اسکی ہتھیلی پر لگ گیا تھا۔۔۔

آااااه۔۔۔۔۔اوف۔۔۔۔۔

تکلیف سے اسکے آنسو نکل گئے تھے۔۔۔۔۔

جہانگیر پلٹ کر کمرہ میں آنے لگا تھا سحرش کو اپنا ہاتھ پکڑے روتا ہوئے دیکھ کر اسکے پاس  
چلا آیا۔۔۔۔

"یہ کیا کر لیا دیکھا وادھر"

سحرش نے چپ چاپ اپنا ہاتھ اسکے سامنے کر دیا۔۔۔ جہانگیر اسکی پٹی کر کے اپنی فائل اٹھا کر کمرہ سے نکل گیا۔۔۔۔۔

"میں اس شخص کو اتنا نفرت سے دھتکارتی ہوں پھر بھی ہر دفعہ تکلیف میں میرے ساتھ کھڑا ہوتا ہے اس نے تو وہی کیا جو اسے ٹھیک لگا۔۔۔ جو میری قسمت میں لکھا تھا وہ تو ہو ہی گیا۔۔۔۔۔

اتنے دنوں میں پہلی بار سحرش نے جہانگیر کیلئے مثبت سوچا تھا۔۔۔ یہ شاید جہانگیر کی خلوص لگن تھی جو سحرش کی نفرت کو کم کرنے لگی تھی۔۔۔۔۔ اسے اپنے آپ پر حیرت ہوئی کہ وہ واقعی جہانگیر کے لئے مثبت سوچ رہی تھی تو کیا اس کو جہانگیر سے۔۔۔۔۔

"نہیں نہیں ایسا نہیں ہو سکتا میں اس سے کبھی محبت نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔۔۔"

وہ تیار ہو کر نیچے آئی تو جہانگیر اسکے انتظار میں ادھر ادھر چکر لگا رہا تھا اسے دیکھ کر مبہوت رہ گیا۔۔۔

اسیر لائن فراک اور چوڑی دار پہجامہ میں اس پر ہلکا میک اپ کئے وہ گڑیا ہی لگ رہی تھی جہانگیر نے اسے کبھی اس حلیے میں نہیں دیکھا تھا وہ تو بغیر میک اپ میں بھی حسین لگتی تھی اب تو حسن و آتش ہو گیا تھا۔۔۔ وہ بنا پلک جھبکائے اسے تکتے جا رہا تھا جہانگیر کی گرم نظروں سے اس کا چہرہ سرخی مائل ہو گیا تھا وہ کنفیوز ہونے لگی تو گھبرا کر بولی۔۔۔

چلیں دیر ہو رہی ہے ؟؟؟

ہسم۔۔۔۔۔ ہا۔۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔۔ ہاں چلو۔۔۔ وہ گڑبڑایا اور گاڑی کی جانب چلا گیا سحرش اس کے پیچھے قدم ملائی ہوئی چل دی۔۔۔۔۔

بی جان نے ہی اسے بتایا تھا کہ جہانگیر کے ایک دوست کا ولیمہ تھا وہ اسکے ساتھ بزنس میں ڈیل بھی کر چکا تھا تو بی جان نے اسے جہانگیر کے ساتھ جانے کا۔۔۔۔۔ کہا تھا۔۔۔۔۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔۔۔۔"

جہانگیر نے سامنے مرر میں دیکھتے ہوئے کہا:

سحرش نے منہ کھڑکی کی جانب موڑ لیا تھا۔۔۔

گاڑی سگنل پر رکتی ہی ایک بچہ ہاتھوں میں گجرے لئے گاڑی کے قریب آیا۔۔۔

"صاحب جی۔۔ صاحب جی یہ گجرے لے لو بیگم صاحبہ کے ہاتھ میں بہت اچھے لکڑی کے لے لو صاحب جی"

جہانگیر نے اس بچہ سے گجرے لئے اور پانچ پانچ سو کے کی نوٹ اس بچہ کو۔ تھما دیئے

---

صاحب جی یہ اتنے کے نہیں ہیں ؟؟؟

بچے نے گھبراتے ہوئے پیسے واپس کرنے چاہے لیکن جہانگیر نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا اور سگنل کھلتے ہی گاڑی بھگالی۔۔۔۔

یہ سب سحرش نے بھی دیکھا تھا اس کے دل نے اس بات کو سراہا تھا۔۔

"وقعی یہ بندہ حساس دل بھی رکھتا ہے۔۔۔" جہانگیر نے اس کی گود میں گجرے رکھ دیئے

---

میں اسکا کیا کروں ؟؟؟

سحرش نے سوالیا انکھوں سے پوچھا :

"چاہو تو پھینک دو، چاہو تو پہن لو۔۔۔۔"

جہانگیر نے بے نیازی سے کہتے ہوئے موڑ کاٹا تھا۔۔۔۔

سحرش نے حجرے اٹھا کر ہاتھوں میں پہن لئے تھے جہانگیر کی زیرک نگاہوں نے یہ منظر دیکھا تھا اور دل کو گونا گونا سکون محسوس ہوا تھا۔۔۔

جاری ہے

”آپ کے کمنٹس کو مد نظر رکھتے ہوئے ہی اگلی قسط جلد پوسٹ کی جائے گی۔۔۔“ #کھٹن راہیں

#از

#سیدہ جویریہ شبیر

#قسط نمبر: 11

ولیمہ میں سارے جہانگیر کے بزنس کے ورکر آئے ہوئے تھے سحرش تو ٹیبل پر اگئی تھی جبکہ جہانگیر اپنے کولیگز کے ساتھ مصروف ہو گیا تھا وہاں اگر سحرش کو بوریت محسوس ہو رہی تھی جیسی ادھر ادھر نظریں دوڑاتی ہوئی ایک منظر پر ٹک گئیں۔۔۔ جہانگیر کسی لڑکی کے ساتھ ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا اور وہ لڑکی کبھی اسکا ہاتھ پکڑتی تو کبھی ڈھٹائی سے کندھے پر ہاتھ رکھتی۔۔۔ اس منظر نے سحرش کے دل میں ہلچل سی مچادی اور اسے نہیں پتا کب اس نے کھانا کھایا اور کب گھر آئی بس وہ ایک منظر اس کے ذہن میں نقش ہو گیا تھا۔۔۔

کمرہ میں اگر اس نے بے دردی سے پہنے ہوئے مجروں کو نوچ کر اتار اتھا جانا نگیر اس کے بلکل پیچھے اکر کھڑا ہو گیا تھا اور اسکو دونوں ہاتھوں سے تھام کے اسکا رخ اپنی جانب کیا

----

"دور رہو مجھ سے گھٹیا آدمی"

سحرش نے اسکے ہاتھوں کو زور سے جھٹکا۔ اور بیڈ پر جا کر ٹک گئی۔۔۔۔

اب اپنی چوڑیوں کو اتار اتار کر بیڈ پر پھیلا رہی تھی جہاں نگیر پہلے تو حیران ہوا اسکے انداز پر پھر استہزائیہ انداز میں گویا ہوا۔۔۔

urdu  
novels mania  
www.urdu novels mania .com

کیا ہوا ان چوڑیوں کو کیوں سزا دے رہی ہو؟؟؟

سحرش نے اسکی طرف سے رخ پھیر لیا۔۔۔۔

جہاں نگیر نے اسے دیکھ کر افسوس سے سر ہلایا اور واش روم میں گھس گیا جیسے کہہ رہا ہوا اسکا

کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔

پیچھے سحرش کڑھتی رہی۔۔۔۔۔۔

پھسھو کیا آپ مجھے معاف نہیں کریں گی؟؟؟

نگین نے اسکی جانب سے رخ پھیر لیا۔۔۔۔۔

جہانگیر ان کے قدموں میں اکر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

"آپ کو پتا ہے پھسھو جب میں نے آبا، اور بابا کو لحد میں اتارا تھا جب مجھ پر کیا قیامت گزری تھی۔۔۔ جب سے مجھے یا سر سے شدید نفرت ہو گئی تھی اس نے اپکی جیتی جاگتی زندگی برباد کر دی۔۔۔ کچے ذہن میں جو نفرت پنپ رہی تھی تو اسکا انجام بھی تو نکلنا تھا نہ لیکن۔۔۔۔ لیکن پھسھو میں نے سحرش کو اپنی عزت بنایا ہے۔۔۔ میری دشمنی اس سے نہیں اس کے باپ سے ہے۔۔۔۔

اور میں اسے مرتے دم تک معاف نہیں کروں گا۔۔۔۔"

جہانگیر کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے وہ سر جھکائے نگین کے بلکل قریب بیٹھا بچوں کی طرح رو رہا تھا۔۔۔۔۔

آنسو تو نگین کے بھی بہہ رہے تھے ارج اس سیلاب کا دونوں کی آنکھوں سے گزر جانا ہی بہتر تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ کہاں لے جا رہی ہو؟؟؟؟

جہانگیر نے ملازمہ کو ناشتہ کے لوازمات سے بھری ٹرے اٹھائے اپنے روم کی جانب جاتا دیکھا تو پوچھ لیا۔۔۔۔۔

"وہ صاحب جی، بی بی جی، صبح ناشتہ پہ نہیں آئیں تھیں تو میں یہ ان کیلئے لے جا رہی ہوں۔"

"ہممسم۔۔۔۔۔ لاویہ مجھے دو اور تم جاو"

جہانگیر نے ملازمہ سے ٹرے لی اور کمرہ کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔۔

سحرش اڑے ترچھے بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی جہانگیر کو ٹرے لئے اندر اتے دیکھ کر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی اور کندھوں پر ڈوپٹہ پھیلا لیا۔۔۔ بالوں کو سمیٹ کر جوڑے کی شکل دی۔۔۔ جہانگیر صوفہ پر بیٹھ کر اسے فرصت سے تک رہا تھا جیسے اس کے سوا کوئی کام ہی نہ ہو۔۔۔۔۔

"یہ ابھی تک گیا نہیں کیا؟؟"

سحرش نے ٹیڑی نگاہ کر کے جہانگیر کو دیکھا اور بڑبڑانے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم آج ناشتہ کیلئے نیچے کیوں نہیں آئیں؟؟؟

"مرضی میری آپ کو بتانے کی پابند نہیں ہوں۔۔۔۔۔"

جہانگیر کو اسکے ٹراخ سے جواب دینے پر غصہ تو بہت آیا لیکن برداشت کر گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"منہ دھو کر آو اور ناشتہ کرو! جاو۔۔۔۔۔۔۔"



جہانگیر نے سنجیدہ آواز میں کہا تو سحرش چوں چراں کئے بغیر ہاتھ روم میں گھس گئی۔۔۔۔۔

"ریڈی ہو جاو آج ہم اوٹنگ پر جائیں گے اور شوپنگ بھی کریں گے۔۔۔۔۔"

ناشتے سے فراغت کے بعد جہانگیر نے اگے کا پلین سحرش کے گوش گوار کیا۔۔۔۔۔

سحرش سالوں پہلے اس لمحے میں چلی گئی تھی۔ جب یہ لفظ یا سر نے بھی اس سے کہے تھے۔۔ انکھوں کے گوشے نم ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ جب وہ کتنا خوش ہوئی تھی اور اب

اسے کسی بھی بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔۔۔۔۔

جہانگیر جو اسے ہی دیکھ رہا تھا اس کے قریب آکر بیٹھ گیا اور اسکے ہاتھ پکڑ کر رخ اپنی جانب کیا۔۔۔۔۔

کیا ہوا؟؟؟

سحرش نے اسکے ہاتھ جھٹک دیئے اور کھڑکی پر جا کر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔

"مجھے نہیں جانا کہیں بھی۔۔۔"

سحرش نے بھررائی ہوئی آواز میں کہا۔۔۔۔۔

"آخر تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے میں جتنا "تمہاری بد تمیزی برداشت کر رہا ہوں اتنی ہی سر

پہ چڑھ رہی ہو؟؟؟؟ میں اب اور برداشت نہیں کروں گا سن لو تم۔۔۔۔۔"

جہانگیر کی اب برداشت ختم ہو گئی تھی وہ جتنا اس سے نرمی سے بات کرتا وہ اتنا ہی ہمتہ سے اکھڑ جاتی۔۔۔۔۔

"تو کس نے کہا ہے برداشت کرو؟؟؟ خود ہی پیچھے پڑے رہتے ہو جان عذاب میں آگئی ہے میری۔۔۔۔"

یہاں پر جہانگیر کی برداشت ختم ہو گئی تھی جہانگیر نے زوردار ٹھپڑ اسکے گال پر رسید کیا جس سے وہ لڑکھڑاگی لیکن پھر سنبھل گئی تھی۔۔۔۔۔

"یہ تمھاری زبان جو قینچی کی طرح چلتی ہے نہ اس کو کنٹرول کرو ورنہ مجھے کاٹنی بھی آتی ہے"

جہانگیر کی رنگیں تن گئیں تھیں غصہ سے چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔  
سحرش گال پر ہاتھ رکھے اسے خونخوار نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔  
ہاں تم مردوں کو اور آتا ہی کیا۔ ہے سوائے عورتوں کو مارنے کے علاوہ۔۔۔۔۔

جہانگیر کہہ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا کمرہ سے منکل گیا اور وہ اپنی قسمت پر انسو بہاتی رہی۔

-----

جاری ہے۔۔۔۔۔

## #کھٹن راہیں

از #

## #سیدہ جویریہ شبیر

#قسط نمبر 12

کافی سارے دن یوں ہی ہوئے گزر گئے۔۔۔۔۔ نگیں سارہ سا رہ دن اپنے رب کے حضور عبادت میں مصروف رہتی۔۔۔۔۔ جاناگیر اپنے بزنس کے سلسلے میں آؤٹ اف سیٹی گیا ہوا تھا تھوڑی بہت سحرش جو اسکے قریب ہوئی تھی اب اس رات کے منظر کے بعد پھر بے دلی سی ہوگئی تھی جاناگیر سے۔۔۔ اور یہی سہی کسر جاناگیر کے ٹھپڑ نے پوری کر دی تھی۔۔۔۔۔

"عورت چاہے کتنی بھی لاپرواہ ہو، ضدی ہو، لیکن کہیں نہ کہیں وہ اس گمان میں رہتی ہے کہ میرا شوہر کبھی مجھ پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتا۔ اور یہ ہی ایک غرور ہوتا ہے جس کی بنا پر وہ اپنی زندگی کے ماہ و سال اس کے سنگ گزار دیتی ہے"

"سحرش بھی اسی خوش فہمی میں مبتلا ہو گئی تھی وہ اسکی بدلتی نظروں کو سمجھ رہی تھی خود بہ خود ایک مان ہونے لگا تھا کہ اب کچھ بھی ہو وہ مجھے سپورٹ کریں گے لیکن وہ یہ بھول گئی تھی جہانگیر ایک مرد ہے۔۔۔۔۔۔۔"

سحرش اس وقت خود اذیت کا شکار ہو گئی تھی وہ جہانگیر کو ذمہ دار ٹھہرا رہی تھی لیکن اس کو ایک موہوم سی امید بھی تھی کہ وہ آئے گا اسکے پاس اپنے رویہ کی معافرت کرنے۔۔۔۔۔۔۔ لیکن اس کی یہ امید اس وقت دم توڑ گئی جب اسکے پوچھنے پر ملازمہ نے بتایا کہ وہ بزنس کے سلسلے میں گیا ہوا ہے۔۔۔۔۔۔۔

نہ سحرش نے خود رابطہ کیا اور نہ جہانگیر نے ضرورت محسوس کی۔۔۔۔۔۔۔ جہانگیر تھک گیا تھا اسے مناتے مناتے۔۔۔۔۔۔۔ آخر انسان تھا کبھی تو اسکو سحرش کے رویہ سے دل برداشتہ ہونا تھا۔۔۔۔۔۔۔

کھڑکی میں کھڑے وہ سیگریٹ پر سیگریٹ پھونک رہا تھا سوچتے سوچتے جب تھک گیا تو اس کے دل میں موہوم سا احساس جاگا۔۔۔۔۔۔۔ اسی احساس کے تحت اس نے پندرہ 15 دن بعد اسکو کال کرنے کا سوچا۔۔۔۔۔۔۔

وہ جو اپنے ذہن میں جہانگیر کے خلاف سوچ رہی تھی کہیں دور سے اسے موبائل کی رنگ ٹون کی آواز آئی پہلے تو اس نے نظر انداز کر دیا لیکن مسلسل بیل ہونے پر اس نے تھکی

ہٹا۔ کر دیکھا پھر سائیڈ ٹیبل کی دراز کھولی تو سامنے پڑے سیل فون کی آواز اب مدہم ہو گئی تھی البتہ سکرین کی لائٹ ابھی بھی روشن تھی۔۔۔۔

پہلے تو اسے حیرت ہوئی کہ یہ کس کا موبائل ہے کیوں کہ جمانگیر کے موبائل کا اسے پتا تھا۔۔۔ جب کال دوبارہ آنے لگی تو اس نے ریسیو کی۔۔۔۔

اسلام و علیکم کیسی ہو؟؟؟

جہانگیر کی آواز پر اسکے دل کو سکون محسوس ہوا۔۔ اسکا دل چاہا کہ وہ اسکی آواز سنتی ہی رہے۔۔۔ اس وقت وہ سب بھول گئی تھی اسے یاد تھا تو یہ کہ کتنے دنوں بعد اسکی آواز سن رہی تھی۔۔۔۔

کیا۔ بات نہیں کرو گی؟؟؟

کمال کا یقین تھا اسے کہ وہ اسکی آواز سن رہی ہے یہ کیسا یقین تھا محبت کا۔۔۔۔۔۔

"محبت؟؟؟ ہاں محبت۔۔۔ محبت ہی تو ہوگئی تھی اسے سحرش سے۔۔۔ ضروری تو

نہیں کہ عہد و پیماں کے بعد ہی ہو محبت ۔۔۔۔ محبت تو وہ احساس ہے جو اچانک سے دل میں پیدا ہو جاتا ہے اور آہستہ آہستہ اسکی جڑیں مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جاتی ہیں ۔۔۔۔۔ دل کی مسند پر قابض ہو جاتی ہے محبت میں محبوب کی ہر ادا عزیز ہوتی ہے ۔۔۔۔۔ "جہا نگیر کو یقین تھا کہ وہ کال پک کرے گی اور اس - یقین کا نام ہی محبت ہے ۔۔۔۔۔"

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔ آپ کیسے ہیں؟؟؟"

جہانگیر کا درد اسکی آواز سن کر ختم ہو گیا اس کا موڈ خود بہ خود خوشگوار ہو گیا شاید یہ پہلی دفعہ سحرش نے اس سے نرم لہجے میں بات کی تھی۔۔۔۔

"میں بہت اچھا ہوں تمہیں تو پتا ہوگا"

جہانگیر کے لہجے میں شوخی و شرارت در آئی تھی۔۔۔

"ہمممم۔۔۔۔"

سحرش نے ہنکارا بھرا۔۔۔۔ کافی دیر دونوں ایک دوسرے کی سانسوں کے تسلسل کو سنتے رہے کہنے کو کچھ تھا ہی نہیں۔۔۔۔ سحرش نے کال کاٹ دی تھی۔۔۔۔ دونوں کے لئے شاید یہ سکون کی رات تھی۔۔۔۔ ہر فکر سے آزاد۔۔۔۔۔

رات کا پتا نہیں کون سا پہر تھا جب کہیں دور سے دروازہ کھٹکھٹانے کی آوازیں آرہی تھی آوازیں تیز ہوئی تو سحرش ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی تو پتا چلا دروازے کے اس پار کوئی دروازہ بجارہا ہے اس نے انکھوں کو بمشکل کھولا اور دروازہ کے پاس گئی۔۔۔ جہانگیر نے کمرہ میں قدم رکھا تو نائٹ بلب کی مدہم سی روشنی پورے کمرہ میں پھیلی ہوئی تھی۔۔۔۔ سحرش بلیک سوٹ میں بند ہوتی انکھوں کو کھولنے کی کوشش میں لگی ہوئی اسے ٹکڑ ٹکڑ دیکھ رہی تھی یا سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ واقعی وہ ہی ہے یا پھر خواب۔۔۔۔

جہانگیر اسے دروازے کے سامنے سے ہٹاتا ہوا اندر آیا اور لائٹ روشن کی۔۔۔۔

آپ ابھی کیسے آئے آپ۔۔۔ آپ تو گئے ہوئے تھے نہ؟؟؟

"کیوں بھی میں نہیں آسکتا کیا؟؟"

جہانگیر نے صوفہ پر بیٹھتے ہوئے اپنے جوتے اور موزے اتارے۔۔

"نہیں میں نے یہ نہیں کہا۔۔۔"

سحرش نے اگے بڑھ کر یانی کا۔ گلاس اٹھایا اور جہانگیر کے اگے کر دیا۔۔۔۔۔

جہانگیر نے گلاس لیتے ہوئے اسکا جائزہ لیا بال پشت پر بکھرے ہوئے تھے کچی مینڈ سے

بیدار ہونے کے تحت انکھوں میں لال لال لائینیں نمودار ہوگی۔۔۔۔۔

"سوری یار میں نے تمہیں جگا دیا۔۔۔" اصل میں میرے پاس چابی نہیں تھی روم کی میں

یہیں بھول گیا تھا۔۔۔"

تم سو جاو۔۔۔ " [www.urdu novelsmania.com](http://www.urdu novelsmania.com)

آپ کھانا کھائیں گے ؟؟، سحرش نے اسکی بھوک کے خیال سے پوچھ لیا تھا۔۔۔۔

"نہیں میں نے راستے میں کھالیا تھا" "ویسے اج تو تم کچی بیوی لگ رہی ہو کہیں میں خواب

تو نہیں دیکھ رہا؟ ذرا چٹکی تو کاٹنا۔۔۔"

جہانگیر نے اپنا ہاتھ آگے کر دیا۔۔۔

سحرش نے اسکی چٹکی کاٹی جہاں نگیر کی چیخ نکل گئی۔۔۔

"یہ تم نے چٹکی کاٹی ہے یا ناخن گڑائے ہیں؟؟؟"

جہاں نگیر نے بازو سہلاتے ہوئے اسے گھوری سے نوازا۔۔۔

"آپ نے ہی تو کہا تھا کہ چٹکی کاٹو"

سحرش نے معصومیت کی حد کرتے ہوئے انکھیں ٹپٹپائیں۔۔۔۔۔

اچھا ادھر آؤ؟؟

جہاں نگیر نے کھینچ کر اسے اپنے ساتھ بٹھالیا۔۔۔۔۔

میری یاد آئی کہ نہیں؟؟؟

"نہیں۔۔۔"

سحرش نے صاف جھوٹ کہا ورنہ سارا دن تو وہ اسے ہی سوچ رہی تھی۔۔۔۔۔

"اچھا۔۔۔۔۔ انکھوں میں دیکھ کر بتاؤ ذرا۔۔۔"

سحرش اسکی انکھوں میں زیادہ دیر نہ دیکھ سکی اور پلکیں جھپکالیں۔۔۔

جہاں نگیر کا جاندار قہقہہ فزا میں بلند ہوا۔۔۔۔۔

کھڑکی کے اس پار دور فلک پر تارے اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ جگمگا رہے تھے

۔۔۔۔۔۔۔



سحرش کی ساری تلخیوں کو جہانگیر کی محبت نے مٹا دیا تھا۔۔۔۔۔

بہت سالوں بعد سحرش سکون کی نیند سوئی تھی اور اسی حساب سے اس کی صبح بھی میٹھی میٹھی سی تھی۔۔۔۔۔ ضروری نہیں زندگی صرف درد ہی نہیں دیتی بلکہ ان درد پر مرہم بھی رکھتی ہے بس اس کو جینے کا حوصلہ ہونا چاہیے۔۔۔۔۔

بیٹا آج تم دونوں مارکیٹ چلے جاؤ ولیمہ بھی کرنا ہے یا نہیں؟؟؟  
بی جان نے جہانگیر کو کہا جو ریوٹ ہاتھ میں لیے چینل سرچ کر رہا تھا۔۔۔۔۔

بی جان میرا جانا ضروری ہے کیا؟؟؟  
جہانگیر نے جھنجھلاتے ہوئے پوچھا؟؟؟  
نہیں بیٹا دلہا تو مجھے بنا ہے؟؟؟  
www.urdu novels mania.com

بی جان کی بات پر جہانگیر نے قہقہہ لگایا۔۔۔۔۔  
"چل جا جلدی سے اس بچی کو بھی کہیں لے کر نہیں گیا اس بہانے بچی کا دل بھی بہل جائے گا۔۔۔۔۔"

بچی کون؟؟؟

جہانگیر نے پتلیان سکڑ کر پوچھا۔۔۔

"اے ہائے کیا پگلا گیا کیا؟؟؟ اپنی سحرش اور کون۔۔۔۔"

"لا حول ولا" "بی جان وہ بچی کہاں سے ہے مجھ سے پوچھیں کیا ہے وہ"

"کیا بڑبڑا رہا ہے؟؟" اونچا بول۔۔۔۔"

"نہ نہیں کچھ نہیں"

جہانگیر نے چپ رہنے میں ہی عافیت جانی۔۔۔۔

"لو آگئی اکیلی بچی۔۔۔" پوچھ لیں اس سے جائے گی یا نہیں؟؟

سحرش کو آتے دیکھ کر جہانگیر نے بی جان کو مخاطب کیا:

"تم دونوں ایسا کرو ابھی مارکیٹ چلے جاؤ جو لینا ہو لے آنا بیچ میں ایک دن تورہ گیا۔۔۔"

کس سلسلے میں بی جان؟؟؟

سحرش نے نا سمجھی سے پوچھا:

لو بھلا بیٹا تمہارا ولیمہ ہے کیا جہانگیر نے نہیں بتایا؟؟؟

بی جان نے جہانگیر کو کڑے تیور سے گھورا۔۔۔

"بتایا تھا کیوں نہیں بتایا بی جان۔۔۔ بتایا تھا نہ؟؟؟

جہانگیر نے سحرش کو سخت نظروں سے دیکھا:

"بحجی بتایا تھا۔۔۔ میرے ذہن میں نہیں رہا۔۔"

سحرش نے گھبرا کر جلدی جلدی کہا۔۔۔۔۔

اب وہ انھیں کیا بتاتی اتنی بات نہ ہونے کے برابر ہوتی تھی دونوں میں ابھی بھی نیچ میں ان دیکھی اجنبیت کی دیوار حائل تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پل میں ماشہ اور پل میں تولہ والی کیفیت تھی

جاری ہے :- #کھٹن راہیں

از سیدہ جویریہ شبیر

قسط نمبر 13----

2<sup>nd</sup>lastepisode

دکانوں کے چکر کاٹتے ہوئے انہیں دو گھنٹے ہو گئے تھے لیکن سحرش کو برائیڈل ڈریس پسند نہیں آ رہا تھا جو جانگیر کو اچھا لگتا وہ سحرش کو پسند نہیں آتا جانگیر کو ویسے ہی الجھن ہوتی

تھی ان سب چیزوں سے اوپر سے سحرش کو کچھ پسند ہی نہیں آ رہا تھا جہانگیر کا غصہ سوا  
نیزے پہ پہنچ گیا۔۔۔۔۔

"اگر تم 15 منٹ میں کوئی ڈریس پسند نہیں کیا نہ تو میں تمہیں دوکان سے اٹھا کر باہر پھینک  
دوں گا۔۔۔"

جہانگیر سحرش کے کان میں غرایا۔۔۔ دکان کے ور کرنے دیکھا تو منہ چھپا کہ ہنس نے  
لگا۔۔۔۔

اللہ اللہ کر کے اس نے سلور اور پنک کلر کی میکسی پسند کی جہانگیر نے پیمنٹ کی اور پارکنگ  
کی جانب بڑھنے لگا۔۔۔۔

آپ نے اپنا ڈریس نہیں لینا کیا؟؟؟  
سحرش نے اسے گاڑی کی سمت جا کر دیکھتے ہوئے پوچھا:  
"تمہارے ساتھ تو اب بالکل نہیں لوں گا اور میرے ماں باپ کی توبہ جواب تمہارے ساتھ  
شوپنگ پر آوں۔۔۔"

جہانگیر اسے نے کھری کھری سنادی جس پر سحرش کی شکل رونے والی ہو گئی تھی۔۔۔۔  
مجھے سینڈل بھی لینے تھے؟؟؟  
"میں خود لا دوں گا"

سحرش نے پھر کچھ نہیں پوچھا کہ اس سے بعید بھی نہیں کہ کہیں یہیں ہی نہ چھوڑ دے

----

گھر اکروہ تو کمرہ میں بند ہو گئی تھی جبکہ جہانگیر آفس چلا گیا تھا۔۔۔۔۔

بی جان کے کہنے پر پورا گھر رنگ برنگی قمقموں سے سجایا گیا تھا جہانگیر نے تو منع کیا تھا لیکن بی جان نے اسکی بات کی تردید کرتی تھی۔۔۔۔۔

"میرا ایک ہی تو بیٹا ہے اسکی خوشیاں میں دھوم دھام سے منانا چاہتی ہوں اتنے سالوں بعد تو حویلی میں کوئی خوشی آئی ہے"۔۔۔۔۔ کیوں نگلی صحیح کہہ رہی ہوں نہ؟؟؟

آج نگین بھی سب کے ساتھ وہاں موجود تھی کافی سالوں بعد حویلی میں رونق لگی ہوئی تھی دور دراز سے رشتہ دار آئے ہوئے تھے۔۔۔

پھپھو آپ نے مجھے معاف کر دیا نہ؟؟؟ میں آپ کا اور سحرش کا گنہگار ہوں پلیز مجھے معاف کر دیں؟؟؟

www.urdu novels mania.com

جہانگیر، نگین کے سامنے دوزانوں ہو کر جھکے ہوئے سر کے ساتھ معافی مانگ رہا تھا۔۔۔۔۔

نگین نے نم آنکھوں سے اسکی کشادہ پیشانی پر بوسہ دیا۔ وہاں بیٹھے ہر شخص کی آنکھیں نم ہو گئیں تھیں۔۔۔۔۔

"بس آج کے بعد اس حویلی میں کوئی نہیں روئے گا"

جہانگیر نے نگین اور بی جان کے آنسو صاف کرتے ہوئے سحرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

-----

سحرش سوکراٹھی تو سامنے صوفہ پر کافی سارے شوپنگ بیگز پڑے تھے کھول کر دیکھا تو کسی میں جیولری، کسی میں سینڈل اور کو سیمیٹکس تھے۔۔۔۔۔

"بہمسم جناب کی چوائس تو زبردست ہے شکل سے تو روکھے پھیکے ہی لگتے ہیں۔۔ اور لگتا ہے لڑکیوں کی شاپنگ کا پورا تجربہ ہے۔۔۔"

"اس میں ان کا تو کوئی سوٹ نہیں ہیں۔ کیا اپنی چیزیں نہیں لائے؟"

"آئیں گے تو پوچھ لوں گی۔"

لاونج میں سب بیٹھے ہوئے خوش گپوں میں مصروف ولیمہ کے انجمنٹس پر بات کر رہے تھے سارہ جو کہ جاناگیر کی بڑی بہن تھی اپنے شوہر اور دو بچوں سمیت حویلی میں آئی ہوئی تھیں۔۔۔

بڑا بیٹا ریان اور چھوٹی بیٹی شمائہ دونوں اسکول میں پڑھتے تھے اور اب ماموں کی شادی میں شرکت کیلئے آئے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

"ماموں، ممائی کہاں ہیں"

یہ ریان تھا جسے سحرش کے دیدار کی کچھ زیادہ ہی جلدی تھی۔۔۔

"لو اگئیں تمھاری ممائی"

جہانگیر نے ریان کو بتایا۔۔۔۔

سحرش نیچے آئی تو ننّے ننّے چہرے دیکھنے کو ملے۔۔۔

سارہ نے اگے بڑھ کر اسے گلے لگایا

"تم تو بہت پیاری ہو ماشاء اللہ سے"

سحرش نے نا سمجھی سے جہانگیر کو دیکھا۔۔۔۔

"یہ میری بہن ہیں بڑی"

جہانگیر نے اسکی سوالیہ نگاہوں کو سمجھ لیا تھا جبھی اسکی مشکل آسان کر دی۔۔۔۔

www.urdu novels mania.com

"ماشاء اللہ چاند سورج کی جوڑی لگ رہی ہے"

سارہ نے سحرش کا ہاتھ پکڑ کر جہانگیر کے برابر میں بٹھاتے ہوئے بلائیں لیں۔۔۔۔

"آخر پسند کس کی ہے"

جہانگیر نے کالر کھڑے کر کے فخر سے کہا:

جیسے پتا نہیں کتنی محبت کی شادی ہو۔۔۔۔۔

سحش نے اسے دیکھا تو جمانگیر نے شوخی و شرارت سے اسکا ہاتھ تھام لیا۔ ۔۔۔ اس  
نے گھبرا کر پھرٹانہ چاہا تو جمانگیر نے اپنی گرفت مضبوط کر لی۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔  
تم دونوں نے اپنی شوپنگ کر لی ؟؟؟

---

---

## "جی بی جان"

سحرش نے ہاتھ چھڑاتے ہوئے بتایا۔۔۔

"آئیے سارہ آپنی میں اچھو شوپنگ دیکھاتی ہوں"

سحرش نے جان چھڑانے کے لیے وہاں سے اٹھنے میں ہی عافیت جانی۔۔۔۔۔  
----- "چلو"

**"پھر یہ سب کونسا پتہ ہے؟"**

جہانگیر نے سحرش کو گھورا۔۔۔ جب کہ سحرش نظر انداز کرتی ہوئی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

www.urdu novels mania.com

جاری ہے :-

آخری ہوسکتا ہے آج ہی اپلوڈ ہو جائے۔۔۔۔۔#کھٹن راہیں

از سیدہ جویریہ شبیر



قسط نمبر 14

Last Episode: -

سلور اور پنک کلر کی میکسی زیب تن کئے ہوئے نفیس جیولری پہنے وہ پرستان کی پری لگ رہی تھی اور ساتھ کھڑا۔ جمانگیر شہزادہ لگ رہا تھا۔ جو بھی انھیں دیکھ رہا تھا سراپے بنا نہیں رہ سکا۔۔۔۔

"کہتے ہیں نہ کبھی کبھی حالات ہمیں ہمارے خلاف لگتے ہیں لیکن ان مشکل حالات میں چھپی ہوئی آسانیوں کو نہیں جان سکتے۔۔۔ ہمارا رب ایک دروازہ بند کرنے سے پہلے ہزار راستیں کھول دیتا ہے اسکی مصلحتیں وہ ہی جانے ہماری ناقص عقل وہاں تک نہیں پہنچ سکتی۔۔۔"

بے شک وہ ہمارے لئے جو کرتا ہے بہترین کرتا ہے"

ولیمہ کا۔ فکشن اپنے عروج پر تھا سب رشتہ داروں اور محلہ داروں کو مدعو کیا گیا تھا۔۔۔۔۔ جیسے ہی جمانگیر اور سحرش کی انٹری ہوئی حال مختلف روشنیوں سے جگمگا اٹھا۔۔۔ اور ہر طرف تالیوں اور موسیقی کی آوازیں گونجنے لگیں۔۔۔۔۔

لیکن سحرش کی انکھیں کسی کو ڈھونڈ رہیں تھیں مکمل ماحول میں اسے سب آدھور سا لگ رہا تھا اور وہ کسی سحرش کی ماں کی تھی اس کی انکھوں میں بار بار آنسو اُٹھ آئے تھے جنہیں وہ اپنے اندر اتار رہی تھی کئی بار اس نے جہانگیر سے کہنے کی سوچا بھی لیکن ہمت نہیں ہوئی اسی لمحہ ایک لڑکا اسٹیج پر آیا اور جہانگیر کے کانوں میں کچھ کہا پھر چلا گیا۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد جہانگیر نے سحرش کا ہاتھ پکڑا اور ہال کے دروازے کی جانب لے گیا ابھی انہیں کھڑے دو منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ رابعہ بیگم کا وجود گاڑی میں سے نمودار ہوا پہلے تو وہ ان کی موجودگی کا یقین کرنے لگی۔۔۔۔۔ پھر بھاگتے ہوئے ان کے گلے سے لگی اس وقت وہ بھول گئی تھی وہ ایک دامن ہے اسے یاد تھا تو بس یہ کہ سامنے کھڑی اسکی ماں ہے اور وہ ایک بیٹی۔۔۔۔۔ جو اپنی ماں سے چار سال بعد مل رہی تھی۔۔۔۔۔

ماں سے مل کر اسے باپ کا غم یاد آ گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ جیسا بھی تھا لیکن اس کیلئے تو ایک شفقت باپ ہی تھا۔۔۔۔۔ آج لگتا تھا دل چھٹ جائے گا۔۔۔۔۔

رابعہ نے ہی دھیرے سے اسے خود سے الگ کیا۔۔۔۔۔ اور اس کے ماتھے پر ممتا بھری مہر ثبت کی۔۔۔۔۔۔۔



جہانگیر کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا ندامت اور شرمندگی سے سر جھکتا چلا گیا تھا۔۔۔  
 "انٹی میں سحرش اور اپنے ولیمہ کا کارڈ دینے آیا ہوں۔۔۔" آپ انیں گی نہ؟؟؟  
 "ہاں بیٹا کیوں نہیں۔۔۔"

سحرش کی نظروں نے جہانگیر کو تلاش تو جہانگیر اپنے آفس کے ورکروں کے ساتھ  
 مصروف تھا اور وہ ہی لڑکی آج بھی موجود تھی۔۔۔۔۔ سحرش کے اندر رقابت کی ایک لہر  
 ڈور گئی۔۔۔ اسے وہ لڑکی ایک آنکھ نہ بھائی۔۔۔۔۔ اس کا دل چاہا اس لڑکی کو اٹھا کر باہر  
 پھینک دے۔۔۔۔۔

کھانے کا۔۔۔ دور چلا تو سب کھانا کھانے لگے جبکہ سحرش کی تو بھوک ہی مر گئی تھی۔۔۔  
 البتہ جہانگیر نے ڈٹ کر کھایا تھا۔۔۔ اس کے چہرہ پر چمک واضح تھی جیسے کوئی قارون کا خزانہ  
 اس کے ہاتھ لگا ہو۔۔۔۔۔

بلیک ٹوپیس میں ملبوس بردبار سا مردانہ وجاہت لئے سب سے مبارک باد لے رہا تھا تھوڑی  
 دیر بعد جب سارے مہمان جانے لگے تو جہانگیر سحرش کو لے کر گاڑی میں آ بیٹھا۔۔۔۔۔  
 سحرش کا موڈ ہنوز خراب ہی تھا اس نے جہانگیر سے کوئی بات نہیں کی۔۔۔۔۔ جہانگیر نے  
 بات کرنا چاہی تو سحرش نے صاف ہری جھنڈی دیکھا دی۔۔۔۔۔

"یار آج کے دن تو موڈ اچھا کرلو"

جہانگیر نے صلح جو انداز اپنایا۔۔۔۔۔

سحرش نے رخ کھڑکی کی طرف کرلیا۔۔۔۔۔

جہانگیر نے ایک یا تھ سے اسٹیرنگ سنبھالا اور دوسرے ہاتھ سے اسکا بازو پکڑ کر اسکا رخ اپنی جانب کیا۔۔۔۔۔

"کیا ہوا تھوڑی دیر پہلے تو تمہارا موڈ تھیک تھا"

اب کیا ہوا ہے؟؟؟ جب تک بتاؤ گی نہیں کیسے پتا چلے گا؟؟؟ ہر وقت لال پیلی رہتی ہو

۔۔۔۔۔

جہانگیر نے اسے چھیر کر بولنے پر اکسایا۔۔ اور یہ طریقہ کار آمد ثابت ہوا۔۔۔۔۔

وہ لڑکی کون تھی؟؟؟

سحرش نے کڑے تیواروں سے پوچھا:

کون لڑکی؟؟؟

جہانگیر نے نا سمجھی سے پوچھا:

"وہ ہی جس کے ساتھ آپ ہوتے ہیں تو بتیسی اندر ہی نہیں جاتی۔۔۔۔۔" اور وہ محترمہ کافی

کلوز لگتی ہے اچھے؟؟؟

سحرش نے جلے بھونے انداز میں پوچھا۔۔۔

تم۔۔۔۔۔ تمہیں جیلیسی ہو رہی ہے ؟؟؟

اوہ گاڈ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"جلستی ہے میری جوتی۔۔"

## ہمنہوں۔۔۔

سحرش نے منہ ٹھیرا کر کہہ کیا :

جہانگیر نے زوردار قہقہہ لگایا۔۔۔

کہیں تمہیں مجھ سے محبت تو نہیں ہوگئی؟؟

سحرش نے اب کہ کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔

جہانگیر نے سحرش کا ہاتھ پکڑا۔۔۔

"یاروہ صرف میری کولیگز ہے اور اسکا انداز ہی ایسا ہے بات کرنے کا تم خوا مخواہ خفا

ہو رہی ہو۔۔۔۔۔"

جہانگیر نے اب اور تنگ کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔۔۔

سحرش نے گاڑی سن سان راستوں پر جاتی ہوئی دیکھی تو پریشان ہوگئی۔۔۔

یہ کہاں جا رہے ہیں؟؟ یہ گھر کا راستہ تو نہیں ہے؟؟؟

کیا تمہیں مجھ پر بھروسہ نہیں ہے ؟؟؟؟

آپ کو کیا لگتا ہے ؟؟ جن حالات میں آپ مجھے لے کر آئے تھے کیا مجھے بھروسہ کرنا

چاہیئے ؟؟؟

سحرش کی بات پر جہانگیر نے اپنے دونوں ہونٹ بھیچنے لیے اسے تکلیف ہوئی تھی سحرش

کے جواب پر۔۔۔۔۔

سحرش نے تلخ حقیقت بیان کی تھی وہ بھی اپنی جگہ درست تھی۔۔ لیکن اس وقت جہانگیر کو

اس سے اس جواب کی توقع نہیں تھی جیسی وہ خاموش ہو گیا۔۔۔۔۔

سحرش کو اپنی تلخ بات کا احساس ہوا تو بول اٹھی :

"مجھے معاف کر دیں میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔۔۔۔"

گاڑی جھٹکا کھا کر ساحل سمندر کے قریب رکی۔۔۔۔

www.urdu novels mania.com

سحرش نے جہانگیر کو دیکھا :

جہانگیر اپنی سیٹ سے اتر کر سحرش کی سائیڈ کا دروازہ کھولا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر ساحل سمندر

کی طرف لے گیا۔۔۔۔ جہاں سمندر کی لہریں چمکتے ہوئے چاند کو چھونے کی کوشش





باقی نوک جھوک تو ساری زندگی ہی چلتی رہتی ہے اور اسی کا نام زندگی

"ختم شد"

پوراناول آپکو کیسا لگا اپنی رائیں کا اظہار کریں :-

میرے ساتھ تعاون کرنے کا بہت بہت شکریہ اگے بھی آپکے ساتھ کی امید ہے میری تحریر کو پسند کرنے کا شکریہ :-

اپکی رائیٹر: سیدہ جویریہ شبیر۔۔۔۔۔ دعاوں میں یاد رکھیے گا۔۔۔۔۔